معیار
مطبوعہ شام اودھ پریس لکھنؤ
ضوابط (۱) اس ماہوار گلدستے مین ہر طرح کے ساتھ چند قومی نظمین شائع ہوا کرینگی اور انھین کی تعداد کے موافق اشعار بھی ہونا چاہیین مکرر قافیہ نہ لیا جائے گا۔
(۲) جو صاحب غزل عنایت فرمائین تعداد اشعار مین انتخاب کا خیال رکھین کلام خریدار و غیر خریدار ایک ہی لحاظ سے منتخب ہوگا۔ اجرتی کلام فی شعر ۲ر وصول ہونے پر بلا تعداد ترتیب سے سلسلہ درج ہوگا۔
(۳) قیمت سالانہ معہ محصول عوام سے عہ ر و رؤسا و امرا سے للعہ ر ہیون سے عـہ پیشگی مقرر ہے۔
(۴) نمونہ کا پرچہ معہ محصول ۱ر کے ٹکٹ بھیجنے پر روانہ کیا جائیگا۔ جملہ غزلیات ہر انگریزی مہینے کی ۵ تاریخ تک دفتر مین آجانا چاہیے
(۵) جملہ ترسیل زر و خط و کتابت بنام سید علی محسن خان ایڈیٹر و مالک و مہتمم گلدستہ ہذا ہونا چاہیے جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ آنا چاہیے
(۶) اجرت اشتہار فی سطر ۲ر ایک مرتبہ کیلیے زیادہ عرصے کیلیے بکفایت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔

انگلستان کے مشہور ناولسٹ رینلڈس کی مختصر سوانح عمری

تتمہ معیار نمبر ۳

کہ جو کسی اخبار کے دوسرے کالم میں اُن کی رائے سے مطلقاً اختلاف ظاہر کیا جاتا تھا۔ اس سال شروع ۱۸۴۸ء میں اس نے اپنا تعلق بیان سے قطع کردیا اور اسی سال پہلی بار اپنے کو دنیا کے سامنے بحیثیت ایک "ملکی ریفارمر" کے پیش کیا۔

۶- مارچ ۱۸۴۸ء کو ٹریفلگر میں ایک جلسہ اس غرض سے ہونے والا تھا کہ گورنمنٹ سے انکم ٹیکس کی موقوفی کی استدعا کیجائے۔ اور بغاوت فرانس سے جو اس زمانہ میں بہت سرگرمی پر تھی ہمدردی ظاہر کیجائے۔

اگرچہ گورنمنٹ نے اس جلسہ کو خلاف قانون قرار دیا لیکن تاہم یہ جلسہ منعقد ہوا اور ہمارا ہیرو اس کا پریسیڈنٹ بنایا گیا۔ رینلڈس نے وہ پُرغضب تقریر کی کہ تمام مجلس کو ہلا دیا۔ اور ہر شخص اوس کا ہم زبان ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ اس اسپیچ نے ہمارے ناولسٹ کو ایسا ہر دلعزیز بنا دیا کہ واپسی کے وقت اوس کے مکان تک ہزاروں آدمیوں کا غول ہمراہ تھا جو برابر رینلڈ۔ رینلڈ کے نعرہ مارتا جاتا تھا۔

۱۳- مارچ کو کیننگٹن کامن میں بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لیے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور یہاں بھی رینلڈس ہی پریسیڈنٹ تھا۔

۴- اپریل کو جان اسٹریٹ انسٹیٹیوشن میں تمام انگلستان کی طرف سے بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لیے ایک قومی جلسہ ہوا جس میں رینلڈ صوبہ ڈربی کی طرف سے وکیل تھا۔ پہلی مجلس میں یہ بالکل خاموش رہا۔ مگر دوسرے

دن اس نے نہایت فصاحت و بلاغت سے تقریر کی اور گورنمنٹ سے معاملات کی یکسوئی چاہنے مین تعویق کرنے اور ملکہ معظمہ کے سامنے ایک قومی میموریل پیش کیے جانے سے قطعاً اختلاف کر کے یہ راے پیش کی کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست کو منظور نہ کرے تو یہی ریپریزنٹیٹیو جلسہ جو اس وقت موجود ہے اپنے کو مستقل قرار دے اور طے کر دے کہ جو اس جلسہ کی راے ہو وہی قانون ہے۔

یہ اوس کی زبان کا اثر اور اوس کے بیان کا جادو تھا کہ اوس پانچ ہزار دو دن آدمیون مین سے جو اوس جلسہ مین موجود تھے کوئی بھی اوس کی تجویز سے اختلاف کرنیکی جُرات نہ کرسکا اور فوراً یہ طے ہو گیا کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست نامنظور کرے گی تو یہی قومی مجلس سلطنت انگلستان کا انتظام کرے گی۔

اس قومی مجلس کا جو نتیجہ ہوا وہ تاریخ انگلستان کے پڑھنے والے خوب جانتے ہونگے اور وہ بتا سکتے ہین کہ پارلیمنٹ کو اس شورش کے فرو کرنے کے لیے کس قدر فوجی قوت سے کام لینا پڑا لیکن رینالڈ بوجہ کثرت مشاغل علمی کے کچھ عرصہ کے بعد اس سے الگ ہو گیا اور اگرچہ ۱۸۵۶ء تک وہ اس قسم کے جلسون مین گاہے گاہے شریک ہوتا رہا مگر کبھی دوبارہ ایسی بغاوت آمیز اسپیچ اوس نے نہین دی۔ اوسکی عمر کا آخری حصہ بالکل اخبار نویسی مین صرف ہوا۔ اوس نے ایک اخبار "ملکی معلم" نکالا تھا جسکی تعداد اشاعت ۳۰ ہزار ہفتہ وار تھی لیکن ۱۸۵۰ء مین اس پرچہ کو بند کر کے "رینالڈس ویکلی نیوز پیپر" (رینالڈ کا ہفتہ وار اخبار) جاری کیا جس کا پہلا پرچہ ۵ مئی ۱۸۵۰ء کو بروز یکشنبہ نکلا اور دفعتہً تمام انگلستان مین مشتہر ہو گیا۔

رینالڈ نے اپنی بقیہ عمر اُسی اخبار کے نذر کر دی اور سواے اسکے صفحون کے اور کسی ذریعہ سے پبلک کے سامنے نہین آیا۔

یہ جہاندیدہ پالٹیشین اور رنگین مزاج ناولسٹ ۶۵ برس کی عمر پاکر ۱۷ جون ۱۸۷۹ء کو اس سراے فانی سے کوچ کر گیا اور وہ ہر دل عزیز نام چھوڑ گیا جسپر اگرچہ لوگون نے لاکھہ خاک ڈالنے کی کوشش کی مگر مشک نافہ زیر دامان کی طرح اس کی

جہاں سیکڑون پہاڑون اور دریاؤن کو طے کرتی ہوئی ہندوستان تک پہونچی اور یہان کے ہر تعلیم یافتہ نوجوان کو اوس مطلوم ناولسٹ کا ایسا ہمخیال - ایسا ہمزبان ایسا ہمدرد بنا لیا کہ ہر ہر متنفس اوس کا دم بھرتا ہے اور اوس کی مستقل یادگار دُنیا مین قائم کرنے اور اوسکے مخالفین کا جواب دینے کے لیے تیار ہے -

اہل جوہر کی وطن مین نہین قیمت ہر گز
قدر جب ہوتی ہے جب لعل یمن سے نکلے

افسوس ہے کہ انگلستان نے اس گوہر بے بہا کی ایسی بے قدری کی کہ آج نہ اوس کے اخلاق اور عادات کا پتہ چلتا ہے اور نہ اوسکی تصانیف کی مفصل فہرست دستیاب ہوتی ہے ابھی اس لائق فلاسفر کو رحلت کیے ہوئے صرف بیس ہی برس ہوئے ہین اور ہزارون آدمی انگلستان مین ایسے موجود ہونگے جنھون نے اوس سے ملاقات کی ہوگی - اوس کی صحبت کے لطف اوٹھائے ہوئے ہونگے - اور اوس کے پاس بیٹھکر فیض حاصل کیا ہوگا - لیکن غریب نیٹو کو کون بتائے - افسوس! ہماری قوم کے نوجوان جو ولایت کا سفر کرتے ہین وہ عیش و عشرت مین ایسے غرق ہوجاتے ہین کہ اونکو دُنیا اور مافیہا کی خبر نہین رہتی ورنہ ہم امید کرتے ہین کہ شاید انہین مین سے کوئی شخص رینلڈ کی مفصل سوانح عمری لکھے گا - مگر ع -

این خیال ست و محال ست و جنون

نیشنل سایکلوپیدیا مین رینلڈ کے چند ناولون کے نام بقید سنہ لکھے ہین اور بہ مجبوری اونہین پر اکتفا کی جاتی ہے -

۱	پریسایڈ - (قتل پدر)	سنہ ۱۸۳۵ء
۲	پکوک ابراڈ -	سنہ ۱۸۳۸ء
۳	رابرٹ میکیر (قزاق)	سنہ ۱۸۳۹ء
۴	الفریڈ	سنہ ۱۸۴۰ء
۵	نیکرومنسر (الساحر)	سنہ ۱۸۴۱ء

۶	رائی ہاؤس پلاٹ	سنہ ۱۸۴۲ء
۷	سیمسٹریس (سوزن عشق)	ایضاً
۸	برانزی اسٹیچو (بت روئین)	رر
۹	رولڈ لندن (قدیم لندن کی رازداریاں)	رر
۱۰	میری کوین آف اسکاٹ	سنہ ۱۸۴۳ء
۱۱	کینن بری ہوس	رر
۱۲	ماسٹر ٹموتھر بابکیس (طلسمی فانوس)	سنہ ۱۸۴۴ء
۱۳	مسٹریز آف لندن	سنہ ۱۸۴۶ء
۱۴	فاسٹ (شیطان کا غلام)	سنہ ۱۸۴۷ء
۱۵	مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن (دربار لندن کے اسرار-	سنہ ۱۸۵۰ء
۱۶	میری پرائس	سنہ ۱۸۵۲ء
۱۷	ایگنس	رر
۱۸	ینگ ڈوچینیر	سنہ ۱۸۵۳ء
۱۹	سولجرس وائف	رر
۲۰	روز البرٹ	سنہ ۱۸۵۴ء
۲۱	جوزف ولمٹ	رر
۲۲	لوز آف حرم (حرمسرا)	سنہ ۱۸۵۵ء
۲۳	عمر (عمر پاشا)	سنہ ۱۸۵۶ء
۲۴	ایلین پرسی	رر
۲۵	امپریس یوجنس بڈوور	سنہ ۱۸۵۷ء

از آزاد اخبار لکھنؤ

سلسلہ مراسلہ مرزا

تتمۂ نمبر ۵

مین سے بہ متابعت قانون تلازم ذہنی حاضر رہین ذہن مین تاکہ اون کا ملاحظہ کیا جاے اور اون مین تصرف کیا جائے۔ پس وہ قوت جو کہ موجب ہو اس استحضار کی مستحضرہ کہلاتی ہے۔ اور یہ قوت یا استحضار کرتی ہے۔ صور مرتسمہ امور خارجیہ کا یا معانی منعکسہ داخلیہ کا۔ پہلے اعتبار سے اوسکو تخیلہ کہتے ہین اور دوسرے اعتبار سے واہمہ کہتے ہین۔

بعضون نے قوت مسترجعہ اور مستحضرہ مین کوئی تمیز نہین کی۔ مگر واقع مین ذکرا ور حضور دو چیزین ہین۔

اور وہ قوت جو کہ مدرکہ اور تخیلہ اور موہومہ مین بعض کو بعض سے نسبت دیتی ہے بر سبیل تالیف اور ترکیب اور تفصیل اور تحلیل کے متفرقہ اور متفکرہ کہلاتی ہے۔ از روے محاسات حاکیہ اور از روسے اختراع مخترعہ کہتے ہین۔

اور ان سب کے بعد چاہیئے کہ یہ امور مولفہ اور مرکبہ اور مرتبہ عرض کیے جائین ایک اور قوت پر تاکہ وہ حکم کرے اون پر از روے صدق وکذب و ضرورت و امکان۔ اور اسکو قوت حاکمہ اور عاقلہ اور مدبرہ کہتے ہین۔

قوت مستحضرہ کو شاعری سے زیادہ تر تعلق ہے لہذا ہم اوسے کسی قدر وضاحت کے ساتھہ بیان کیے دیتے ہین۔

قوت مستحضرہ سے وہ قوت ذہنی مراد ہے جو کہ اون تصورات کو حاضر رکھے مدرکہ لنا تہا یا قوت لاحظہ یعنے توجہ کے سامنے جن تصورات کو مسترجعہ نے یاد دلایا ہے تاکہ متفرقہ اونمین تصرف کرے۔

اگرچہ استحضار اور استرجاع دونون متلازم ہین لیکن وہ ایک ہی نہین ہین۔ بعض شخصون مین اس قوت کا ظہور زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین اوس قوت کا اکثر شاعرون کی یاد اچھی نہین ہوتی مگر شعر خوب کہتے ہین۔ استرجاع کو حقیقی واقعات اور حوادث سے جو عالم مین ہوتے رہتے ہین زیادہ تر تعلق ہے۔ استرجاع کا مثلاً یہ

کام ہے کہ جب وہ زید کی صورت کو یاد کرے یا وسے یاد آئے تو گویا وہ زید کی ذات کو یاد کرے یا اوسے یاد آئے۔ اور استحضار کو زید کی ذات سے کوئی بحث نہین صرف ایک صورت اچھی یا بُری اوسکے سامنے ہوتی ہے زید کی ہو یا عمر کی۔ اس وجہ سے بعض اسکو مخترعہ بھی کہتے ہین۔ لیکن اختراع ہمارے نزدیک کوئی فعل بسیط اس قوت کا نہین ہے بلکہ اوس مین ارادہ اور قوت متصرفہ کو دخل ہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کسی حاسہ ظاہری کے کسی حصہ آلہ مین فتور لاحق ہو تو وہ صور محسوسہ جنکا تعلق اوس حاسہ سے ہے پھر مستحضر نہین ہوتے مثلاً اگر کسی شخص کے اعصاب بصر اور اثلیہ کو نقصان پہونچے تو تصور محسوسات بصر یعنے مبصرات کا اور حفظ اور استحضار اون کا سب جاتا رہے گا۔ نہ وہ ایسی چیزون کی تخیل کرسکتا ہے نہ خواب مین دیکھہ سکتا ہے۔ اور صرف خارجی حصہ اس آلہ کا اگر خراب ہو جائے تو ایسا نہین ہوتا۔ اس صورت الوان اور اشکال کا تخیل اوسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ پہلے ہوتا تھا۔

اسی قسم کے امور بہرون کی نسبت بھی مشاہدہ کیے گئے ہین۔ ان امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک حاسۂ ظاہری کے مقابل مین ایک حاسۂ اندرونی اس قوت مستحضرہ کے استعمال کے لیے موجود ہے۔

یہ امر تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امور مثل مبصرات اور ملموسات وغیرہ کے ہمکو ایک ملاء مادی یعنے عالم طویل و عریض و عمیق مین محسوس ہوتے ہین اوسی طرح اونکے صور مخیلہ بھی ایک ملاء مخیل مین ہمکو معلوم ہوتے ہین اور یہ ملاء مخیل داخلی ملاء مادی خارجی کے مثل ذو ابعاد ثلاثہ ہے۔

اور یہ بعد مخیل اوس بعد خارجی سے جس کا یہ نقشہ ہے علحدہ معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح ملاء مادی مین وسیع میدان اور بلند پہاڑ اور ناپیدا کنار دریا اور گھنے جھنڈ اور عظیم الشان درخت اور اونچے ٹیلے اور ہر طرح نشیب فراز روشنی اور تاریکی موجود ہے۔ اوسی طرح بعد مخیل مین اونکے ویسے ہی نقشے کھچے ہوئے ہین۔ جب انسان کو حاسات ظاہری سے فراغت ہوتی ہے اور عالم خیال کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس عالم کی صورتین ٹھیک ٹھیک مطابق عالم

کے پاتا ہے اور جہان تک اس عالم سے دور ہوتا جاتا ہے اوس عالم سے ملتا جاتا ہے
یہان تک کہ خواب مین جب حاسات ظاہری تقریباً معطل ہوجاتے ہین تو یہ عالم
تخیل بالکل واقعی معلوم ہوتا ہے۔ غالب۔

ہے آدمی بجاے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہین خلوت ہی کیون نہو

یہ قوت کبھی متفرقہ کی متابعت مین اپنا فعل کرتی ہے اور کبھی مسترجعہ کی متابعت مین
اور کبھی ان دونون کے توسط مین۔ اس طرح مین نظام استحضار کے پیدا ہوتے ہین
استحضار بہ نظام فطری۔ استحضار بہ نظام فکری۔ استحضار بہ
نظام شعری۔

پہلا نظام وہ ہے کہ جس طرح ارتسام صورتون کا فنطاسیہ مین ہوا ہے
اور جو کچھ امور انفعالی اور ادراکی اون سے پیدا ہوئے ہین اون کا استحضار
اوس ترتیب سے ہو۔

یہ نظام مورخ اور واقعات نویس کے لیے بہت مفید ہے۔

اور دوسرا وہ ہے کہ تصور اون کا بلحاظ اصناف و انواع اور تخصیص اور
تعمیم کے ہو اور یہ دو طرح ہے تحلیلی جبکہ اشخاص مشکرہ سے ابتدا کر کے تصور نوعی
یا جنسی کی طرف جائین۔ ترکیبی اس کے برعکس یعنے تصورات عامہ سے شروع
کر کے اشخاص کی طرف آئین۔ اور یہ نظام علوم کے لیے مفید ہے۔

اور تیسرا نظام یہ ہے کہ امور مشخصہ اور معینہ مین اس طرح ترتیب و اجماع
کرین کہ گو واقع مین ویسا نہ ہو۔ مگر واقع مین اوس کا ہونا محال نہ معلوم ہوتا ہو
تاکہ اوس سے انفعالات مطلوبہ پیدا ہون۔

اور یہ شاعر اور خطیب اور مصور کے لیے بہت مفید ہے۔

قوت مستخفرہ داخلی جسکو شیخ نے وہم سے تعبیر کیا ہے وہ ہے جو کہ رنگ کو
رنگین سے اور طول کو طویل سے اور عداوت کو عدو سے اور محبت کو محب
سے شناخت کرتی ہے۔ کبھی ان امور مجردہ کا وجود خارج مین تسلیم کر کے اون مین
تصرف کرتی ہے اور یہ قوت (وہم) کبھی اپنا فعل بہ متابعت قوت عقل کے کرتی ہے

اور کبھی ایسا نہین کرتی بلکہ اُمور منفردہ اور مجردہ اور محسوسات مین تناسب تجویز کرتی ہے اور اونکو خلط ملط کر دیتی ہے۔ اور یہ مضر ہے فلسفہ کے لیے اور مفید ہے سوفسطہ کے لیے۔ اور ایک خاص حد تک بکار آمد ہے شعرا کے لیے۔

اگر یہ قوت شعر مین ایک معقول طریقہ سے کام مین لائی جائے تو اس سے اعلے درجہ کے انفعالات وجدانی اور ذوقی جنکا ہمارے اعمال اور اخلاق پر بہت کچھ اثر ہے۔ پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن اس کا معقول طریقہ سے استعمال کرنا ایک عام دماغ کے آدمی کا کام نہین ہے۔ لہذا وہ شعرا جنکی قوت تجریدکا انکشاف اچھی طرح نہین ہوا ہے۔ اکثر اسکو بُری طرح سے استعمال کرتے ہین اور اس سے وہ اثر شاعری مین پیدا ہوتا ہے جسکو محض تصنع یا بیجا مبالغہ کہتے ہین۔

لیکن افسوس۔ اس قسم کے شاعر اور ایسی شاعری ہمارے ملک ہندوستان مین زیادہ تر رائج ہے اور اس سے بہت نقصان ملک کے نظام خلقی کو پہونچ رہا ہے۔

چونکہ شاعری کی غایت لذت ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایک علیحدہ نصاب اس مطلب کے لیے زیادہ کرین۔

جب ہمکو کسی شے خارجی کا احساس ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت لذت یا الم کی پیدا ہوتی ہے اور یہ لذت اور الم اوس شے خارجی کے طلب کرنے یا دفع کرنے کا اقتضا کرتی ہے۔

ہر ایک احساس کے لیے چار چیزون کا ہونا ضروری ہے۔ حاس۔ محسوس۔ احساس۔ حس۔

ہر فعل کے لیے دو وقت ہین قبل اور بعد۔ اس مین شک نہین کہ حاس قبل احساس اور بعد احساس مختلف ہے باعتبار کیفیت یعنے حاس قبل احساس تو فاعل ہے اور بعد احساس منفعل اسلیئے کہ محسوس مین کوئی اثر حسی پیدا ہونگا پس ہر ایک احساس سے ایک انفعال پیدا ہوتا ہے جسکو حس کہتے ہین۔

باقی آئندہ۔

فہرست اسمائے شعرائے نامی گرامی مع تخلص بحساب حروف تہجی

تخلص	نام
آرزو	جناب سید انور حسین صاحب شاگرد جناب جلال لکھنوی
احسن	جناب محمد حسن خان صاحب لکھنوی
اسلام	جناب شیخ اسلام علی صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
بیتاب	جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی
ثروت	جناب نواب احمد علی خان عرف بتن صاحب لکھنوی
جویا	جناب نواب مہدی علیخان صاحب شاگرد و برادر جناب ثروت لکھنوی
حبیب	جناب سید شریف حسن صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
حسن	جناب حاجی سید احمد حسن صاحب لکھنوی
شائق	جناب نواب باقر علیخان صاحب نبیرہ جناب نواب اقتدار الدولہ بہادر مرحوم و شاگرد جناب شاق لکھنوی
شفیق	جناب سید نظیر حسین عرف علی نواب صاحب نبیرہ جناب میر انیس صاحب مرحوم و شاگرد جناب جاوید
صابر	جناب علی احمد صاحب نائب مددگار مہتمم کچہری بندوبست ازورنگل۔
صفی	جناب مولانا سید علی نقی صاحب سررشتہ دار عدالت خفیفہ لکھنؤ
کلیم	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب لکھنوی
محب	جناب سید محب حسین صاحب الہ آبادی
مسکین	جناب منشی کنجبہاری لال صاحب سدہوروی از مقام صفدر گنج
محشر	جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی
ملک	جناب نواب نوازش علی خان عرف نواب مرزا صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
نامعلوم	جناب نامعلوم صاحب
ہنر	جناب بابو دیوکی نند لال صاحب الہ آبادی
ابر	خاکسار سید علی محسن خان مہتمم رسالہ ہذا

نمبر ۶

بابتہ ماہ جون ۱۹۱۰ء

مصرع طرح

مطلعہائے ذیل بترتیب قوافی بحساب حروف تہجی و باستثنائے تقابل

ہین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین

آخر۔ حاضر۔ خاطر۔ ساحر۔ صابر۔ ظاہر۔ قاصر۔ کافر۔ مسافر۔

آرزو	بتون سے دلکو لگا کر خدا پہ شاکر ہین	غرض اب آدھے مسلمان آدھے کافر ہین
اسلام	عتاب اُنپہ نہین دیر سے جو حاضر ہین	ہین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
شفیق	خیال حشر نہین گو خدا سے ماہر ہین	بتون سے دلکو لگایا ہے ہمنے کافر ہین
محب	ابھی سے دیکھنے والون پہ بار خاطر ہین	جو آئنہ مین ہین جوہر وہ سب پہ ظاہر ہین
محشر	نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہین	خفا نہ ہو جو گلی مین تمہاری حاضر ہین
ہنر	تجھے جو قاتل سفاک بار خاطر ہین	تو ہم بھی سر کے کٹانے کو آج حاضر ہین

مطلعہائے ذیل بترتیب قوافی بحساب حروف تہجی و تبقابل قافیہ آخر

احسن	فراق یار مین آثار مرگ ظاہر ہین	لبون پہ دم ہے دم جانکنی ہے آخر ہین
بیتاب	چراغ صبح کی صورت سے حزن ظاہر ہین	تمام رات اُدھر ہے ادھر ہم آخر ہین
ثروت	عیان ہے چشم کی گردش سے ہم مسافر ہین	بتاتی ہے حرکت نبض کی اب آخر ہین
جویا	وہ جانے والے ہین آثار مرگ ظاہر ہین	سحر قریب ہے دم بھر ہین ہم بھی آخر ہین
حبیب	حبیب نزع کا وقت آگیا مسافر ہین	تمام ہم بھی ہین اور رنج و غم بھی آخر ہین

حسن	چھپے ہوئے تری اُلفت کے راز ظاہر ہین	غمِ فراق کے نالے جو وقت آخر ہین
شائق	زبان بند ہے کیا پوچھتے ہو قاصر ہین	بتائین کیا کہ جو ارمان وقت آخر ہین
صابر	ستم اوٹھائین کہان تک اگرچہ صابر ہین	خطا معاف کہ انسان ہم بھی آخر ہین
صفی	یہ شعر و دُرد شرابِ سخن بظاہر ہین	مگر پسند حریفانِ دورِ آخر ہین
کلیم	فراقِ یار کے صدمے جو ہین وہ ظاہر ہین	کہ ابتداے جوانی ہی مین ہم آخر ہین
ملک	عجیب حال مین ہم بیکس و مسافر ہین	جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے یہ تو آخر ہین
ابر	بیان درد ہو پورا کہان سے قاصر ہین	زبان رُکتی ہے اب ہر نفس ہم آخر ہین

آخر

آرزو	بُرے ہین طور خدا ہی کرے بخیر مآل	شروع عشق ہے اور ہم ابھی سے آخر ہین
شفیق	ہماری سوزشِ دل نے بنا دیا ہمین شمع	جب آنکھ مین نہین آنسو تو ہم بھی آخر ہین
محب	نہ دیکھین ہاے کہ ہوتی ہین لذتین کیا کیا	ابھی تو درد اوٹھا اور ابھی ہم آخر ہین
محشر	بقا ہے ہمکو زمانے مین صورتِ شبِ وصل	ذرا جھپک کے کھلی آنکھ اور سو آخر ہین
نامعلوم	کچھ اون سے حال بھی کہنے نہ پائی جلدی مین	ابھی تو درد اوٹھا اور ابھی ہم آخر ہین
ہنر	ادھر گئے وہ ادھر روح جسم سے نکلی	شب وصال ہے آخر تو ہم بھی آخر ہین

حاضر

آرزو	لگی جو دل کی بجھانے کا قصد کرتا ہون	تو اشک کہتے ہین آنکھون سے ہم بھی حاضر ہین
احسن	ازل سے آئے ہین مرنے کو انکی اُلفت مین	بجان و دل سرِ دربارِ یار حاضر ہین
اسلام	وہ آج سیر کو آئے ہوئے ہین گلشن مین	مثالِ سرو غلامی مین ہم بھی حاضر ہین
بیتاب	انہین کے شوق مین ہم نے کیے ہزار گناہ	سزائین دیجیے ہم ہر طرح سے حاضر ہین
ثروت	جمالِ پاک دکھا ان کی نذر سے ظالم	کہ دل لیے ترے مشتاقِ دید حاضر ہین
جویا	لگاؤ وار کوئی جلد اوٹھا کے تیغِ جفا	لیے ہتھیلی پہ ہم اپنے سر کو حاضر ہین

شاعر	مصرع	مصرع
حسن	کرینگے عرض یہ عشاق جاکے محشر مین	کہ جتنے طالب دیدار ہین وہ حاضر ہین
شائق	بنا جو تو وہ تیر نگاہ قاتل کا	کہا یہ دل سے جگر نے کہ ہم بھی حاضر ہین
شفیق	شفیق تھا خبر مرگ مین اثر یہ کیا	بہت سے دوست تھے سب بے بلائے حاضر ہین
صابر	جنون و وحشت و رسوائی و پریشانی	ملازم عشق کے خدمت مین میری حاضر ہین
صفی	ہمین کسی نے جو محفل مین انسے پوچھا بھی	جواب ہنس کے دیا آج غیر حاضر ہین
کلیم	خوشی تو یہ تھی کہ دنیا سے ہم چلے جاتے	نہین حضور کی مرضی تو خیر حاضر ہین
محب	ستانے سے دل مضطر کے رکتے ہین عشاق	مگر زبان سے یہی کہتے ہین کہ حاضر ہین
ملک	ہر ایک بار یہ کہتے ہین بڑھکے قاتل سے	دل و جگر لیے مقتل مین ہم بھی حاضر ہین
ابر	ستم وہ سیکھے ہین اوسنے کہ کوئی کہہ نہ سکے	ہم امتحان محبت کو دل سے حاضر ہین

خاطر

شاعر	مصرع	مصرع
آرزو	ملا کے آنکھہ یہ ساقی نے کس سے توڑا عہد	کہ جام روتے ہین شیشے شکستہ خاطر ہین
احسن	جہان مین اور حسینون پہ کیون نثار کرون	دل و جگر تو مری جان تمہاری خاطر ہین
بیتاب	صدا یہ گور غریبان سے آتی ہے پیہم	مزار سب کے تری ٹھوکرون کی خاطر ہین
ثروت	ہین جان نثار جو باقی وہ ہین تکدر دل	جو مٹ کے خاک ہوئے وہ غبار خاطر ہین
جویا	قریب شمع تو رہتے ہین جمع پروانے	مگر حضور کو عشاق بار خاطر ہین
حبیب	صبا بہار کا کیون اہتمام باغ مین ہے	یہ کون آئے گا سامان کسکی خاطر ہین
حسن	قریب ہوکے رہے دور دل سے وائے نصیب	ہمین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
شائق	دراز ہونے کی جن زلفون کی تھی امیدین	وہی حضور کو اب ناگوار خاطر ہین
صابر	ہین جمع غیر مخاطب ہین سب سے آپ مگر	ہمین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
صفی	برنگ شیشۂ شکستہ بزم ساقی مین	خفیف ہوکے نگاہون مین بار خاطر ہین
کلیم	اگر نہین ہے زمانہ مین ناتوان کوئی	تم انکے دل مین ہو خود جو بار خاطر ہین
محب	کسی کو تیر لگاؤ نشانہ ہون گے ہمین	کسی پہ ظلم کرو سب ہماری خاطر ہین

محشر	یہ ڈر ہے غیر نہ سن لین کہ انکو ہوگی خوشی	کسی سے کہہ نہین سکتے شکستہ خاطر ہین
سکین	رقیب بیٹھے ہین انکو نہین ہٹاتے ہو	ہمین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
ملک	عدو سے کہتے نہین ہمسے کہتے ہو اٹھ جاؤ	ہم ایسے طبع مبارک پہ بار خاطر ہین
ابر	ہم اپنے دوست سے بولے کہ سکین کیا حال	امید ٹوٹ گئی ہے شکستہ خاطر ہین

ساحر

آرزو	بلا سے جان ہین مگر دلفریبیان ان کی	حسین اگرچہ نہ معجز نما نہ ساحر ہین
احسن	زمانہ ہے لب و چشمان یار کا قائل	مگر یہ صاحب اعجاز ہین نہ ساحر ہین
اسلام	نظر ملاتے ہی دل لے لیا نہ دیر ہوئی	یقین ہوگیا مجھکو حضور ساحر ہین
ثروت	کلام کرتے ہی تسخیر کر لیا دل کو	بس آج کھل گیا مجھپر کہ آپ ساحر ہین
جویا	کھو نہ اب کہ فسونساز یان نہین آتین	تمہاری آنکھون کا ہے قول ہم تو ساحر ہین
حبیب	نگاہ سحر سے دیکھا جسے ہوا تابع	تمہاری مردم دیدہ غضب کی ساحر ہین
حسن	جنہین کہ چشم فسونگر سے تمنے دیکھا ہے	وہ سامری کی طرح سے جہان مین ساحر ہین
شائق	وہ لب ہلائین تو چونکون نہ خواب سے کیون	کہ جھکا جاگتا جادو ہے یہ وہ ساحر ہین
صابر	عجب فسون ہے حسینونکے حسن کا چرچا	نہ سحر ہے کوئی ایسا کہین نہ ساحر ہین
صفی	ادا سے کرتے ہین تسخیر دل خدا کی شان	یہ بت نہ صاحب اعجاز ہین نہ ساحر ہین
کلیم	ہے دیدہ ہائے فسونساز سے ترے محو خوف	خدا بچائے برابر کے دونون ساحر ہین
محشر	لڑی نگہ سے نگہ اور حواس ہو گئے گم	جہان بھر مین ہین جتنے حسین ساحر ہین
مسکین	بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین جادو	اسی سے کہتے ہین سب آپکو کہ ساحر ہین
ملک	ہزارون جان سے مارے اونہون نے بے تلوار	جہان مین معرفت ہی بکار ایسے ساحر ہین
نامعلوم	مسخر ایک نگہ سے کیا زمانے کو	یہ دونون آنکھین تمہاری غضب کی ساحر ہین
ابر	زمانہ بھر کے دلونپر انہین کا قبضہ ہے	حسین جتنے ہین سب اکلے وقت کے ساحر ہین

صابر

آرزو — اثر نہین ہی فغان مین تو چیخنے سے حصول / زبان سے اُف نہ نکلیگی ہم ایسے صابر ہین

احسن — بہاکے اشک یہ کہتی ہے شمع شام فراق / کہ ضبط آہ کرینگے وہی جو صابر ہین

اسلام — خدا کے واسطے کر رحم اب تو او ظالم / کہ ہاتون سے جفاؤن پہ تیری صابر ہین

ثروت — جگر مین چٹکیان لیتی ہین آپ کی باتین / جواب جو نہین دیتے ترے وہ صابر ہین

جویا — وہ لاکھ جور جفا سے دکھائین دل جویا / زبان سے اُف نہ کرینگے کبھی وہ صابر ہین

حبیب — گلہ تو ظلم کا کیا منہ سے اُف نہین کرتے / تمہارے عاشق صادق غضب کے صابر ہین

شائق — شب وصال مین کیا عجب حسن مانتا ہین / حضور آرزوئین میرے دل کی صابر ہین

صابر — ہزار ظلم جو تمنے کیے تو شکر کیا / تمہین بتاؤ کہ کس درجہ ہم بھی صابر ہین

صفی — نہ کس او اسے یہ کہتے ہین سنکے شکوہ ظلم / زبان سے اُف نہین کرتے جو لوگ صابر ہین

کلیم — تم اپنے شہر سے عشاق کو نکلوا دو / کہین نہ صبر پڑے انتہا کے صابر ہین

محب — گلہ کرینگے نہ ہرگز ہزار ظلم کرو / تمہارے عاشق صادق جو ہین وہ صابر ہین

محشر — اونہین کے دل سے کوئی پوچھے لذت غم ہجر / انہین کا عشق کوئی شے ہے جو کہ صابر ہین

مسکین — ہزار ظلم کرو ہمپہ اور لاکھ ستم / زبان سے اُف نہ کرینگے ہم ایسے صابر ہین

ملک — ہزارون داغ ہین دل مین پر اُف نہین کرتے / بتاؤ غیر ہماری طرح سے صابر ہین

ہنر — جہان تلک ہو تو جور ستم کرو ہمپہ / ہر ایک ظلم پہ شاکر ہین اور صابر ہین

ابر — کچھ اس طرح سے ہر اک درد ہمنے ضبط کیا / اب اپنے نام پہ الزام ہے کہ صابر ہین

ظاہر

آرزو — فروغ دل کے تعلق نے راہ کی پیدا / کہ جتنے راز چھپائے سب انپہ ظاہر ہین

احسن — روان ہین آنکھون سے آنسو لبون پہ آہ و فغان / چھپاؤن کسطرح آثار عشق ظاہر ہین

اسلام — لگائے ہین دل زخمی پہ تم نے تیر نگاہ / کہ زخم پر مرے زخم اور آج ظاہر ہین

بیتاب — تم اپنی زلف پریشان کو دیکھ لو میری جان / اوسی سے میری پریشانیان بھی ظاہر ہین

ثروت — بل ابروؤنکے یہ کہتے ہین قتل ہونگا مین / ارادے آپ کے ترچھی نگہ سے ظاہر ہین

جویا	کرینگے ایک کے دو ہوکے مین ایک کا نہ گلہ	کہ تیرے جور جفائین فلک کی ظاہر ہین
حبیب	کبھو نہین جو اٹھین کیا اس دل پر ارمان کی	حضور غور سے دیکھین تو صاف ظاہر ہین
حسن	نہین ہے نالۂ دل تیرا نام لیتا ہون	یہ وہ صدا ہے کہ سب راز عشق ظاہر ہین
شائق	حیا سے شوخیان گو تو کرے نہ شام وصال	چھپین گی کیا کہ تری چتونون سے ظاہر ہین
شفیق	لگائے تیر تو کچھ پہ رحم کچھ پہ عتاب کے ساتھ	بہت نہان ہین جگر مین بہت سے ظاہر ہین
صفی	بشکل آئنہ آپ صاف طینت ہون	کدورتین ہین جو باطن مین رخ سے ظاہر ہین
کلیم	ہمارے دلمین ہین نہ ہے اگر حجاب اون کو	یہ کیسی شرم ہے وہ ہر جگہ یہ ظاہر ہین
محشر	کوئی چھپے گا کہان تک ادا شناسون سے	نگاہ شوخ سے سب دل کی باتین ظاہر ہین
مسکین	خدا جو حشر مین بخشے ہمین تو ہے رحمت	ہمارے ورنہ جو اعمال ہین وہ ظاہر ہین
ملک	دل و جگر بھی لیے اور جان بھی لے لی	جو ظلم آپ نے مجھپر کیے وہ ظاہر ہین
ہنر	ہوئے نہ کوئی بھی اقرار آجتک پورے	کسیکی وعدہ خلافی کے حال ظاہر ہین
ابر	یہ کسکی سادگی اپنی صفاے قلب بنی	کہ جتنے راز ہین دلمین سبھو پہ ظاہر ہین

قاصر

احسن	مری زبان نہین قابل قصوروار فقط	دہان زخم بھی تیری صفت مین قاصر ہین
ثروت	مدد کا وقت ہے ای شوق کوچۂ جانان	کہ اب ہمارے قدم رہروی سے قاصر ہین
حبیب	ہر اک کی مدح جہانمین ہر ایک کرتا ہے	تمہارے وصف مین سبکی زبانین قاصر ہین
شائق	وہ بجز ماتم عاشق تر انزاکت سے	اوٹھا کے ہاتھ یہ کہنا کہ ہمتو قاصر ہین
صفی	خطا معاف کبھی اپنے دل سے پوچھیے گا	اداے حق محبت مین کتنے قاصر ہین
کلیم	تمہارے مجرم الفت ازل سے بیخود ہین	قصوروار نہین ہین جو ایسے قاصر ہین
محب	غلط ہے کہتے ہین شاعر جو چشمۂ حیوان	تمہارے وصف دہن مین زبانین قاصر ہین
محشر	نہین ہے عذر نزاکت یہان شکایت ضعف	غرضکہ ملنے سے قسمت کے ہاتھون قاصر ہین
مسکین	کسی سے تلخکلامی کے کیون کلام سنین	جواب دینے سے مجبور ہین نہ قاصر ہین

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
ملک	تمہاری مدح لکھین کس طرح کہ ہاتھ ہین شل	تمہارے وصف مین ایجان و بانین قاصر ہین
ہنر	نہ وہم جاتا ہی وان تک نہ ذہن جاتا ہے	مگر کے وصف مین دونون کے دونون قاصر ہین
ابر	شب وصال نہ اتنا ہجوم شوق بہی ہو	ہم اپنی عرض تمنا مین آپ قاصر ہین

کافر

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
احسن	بتون کا عشق ہی اے دل تو یاد حق بہی رہے	خدا پرست جو بندے نہین وہ کافر ہین
اسلام	ہمین تو مصحف رخ کی ولا محبت ہے	قرآن کے نہین قائل جو لوگ کافر ہین
ثروت	وہ رحم کہاتے ہین انکو ترس نہین آتا	غرضکہ خود تو مسلمان اور ائین کافر ہین
جویا	خدا کے بندے ہین لیکن تمہارا رکھتے ہین عشق	تو تباؤ مسلمان ہین ہم کہ کافر ہین
حبیب	نکالی ہمنے رضامندی بتا نکی یہ فکر	قسم خدا کی کہین اوس سے ہم بہی کافر ہین
شائق	بتون کو کہتا ہے کیون اسقدر برا زاہد	جو بت تون رہے کعبہ مین یہ وہ کافر ہین
صفی	بتونکے کعبہ ابرو سے منحرف ہین جو لوگ	خدا گواہ وہ مومن نہین ہین کافر ہین
کلیم	کلیم آؤ زیارت بتونکی بہی کر لین	خدا کے انمین ہین جلوے اگرچہ کافر ہین
محب	یہ کہنا فرض ہے کچہہ مذہب محبت مین	جو انکے حسن کے قائل نہین وہ کافر ہین
محشر	قسم نہ مانیے گا انسے جب کیا شکوا	دیا جواب یہ جھنجھلا کے ہم تو کافر ہین
مسکین	کوئی جو پوچھے ترے خط و خال کا مذہب	ضرور ہم یہی کہدین کہ دونون کافر ہین
ملک	بتون کا عشق کرو ترک اے ملک جلدی	کہ جنکو خوف خدا کا نہین وہ کافر ہین
ابر	جفائین کیجیے ہم بہی ہین بات کے پورے	زبان پہ حرف شکایت جو لائین کافر ہین

مسافر

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
آرزو	اودہر چلینگے نہ خود رفتگی جدہر لیجائے	خبر نہین جسے منزل کی وہ مسافر ہین
احسن	کسیکا بھی نہین تا حشر یان مقام احسن	سرائے دہر مین جو لوگ ہین مسافر ہین
اسلام	زمین قبر جگہہ چاہتے ہین تھوڑی سی	تھکے ہین راہ کے بیمار ہین مسافر ہین

بیتاب	چلے ہین نزع مین گھبرا کے پاس سے وہ کہان	نہ موڑین آنکھہ گھڑی بہر کے ہم مسافر ہین
ثروت	ہمین ستاتے ہین کیون کہا رہا ی دشت جنون	یہ کہدے کوئی غریب الوطن مسافر ہین
جویا	وہ دن کو سنتے نہین اسلیئے مراقصہ	کہ بہول جائین نہ وہ راہ جو مسافر ہین
حبیب	وبال دوش صبا ہی غبار کیسا سکون	برنگ بوے گل تر سدا مسافر ہین
حسن	سراے دل کو حسن عشق نے کیا ویران	مقیم اسمین جو ارمان تھے اب مسافر ہین
شائق	اجل سے کہتی ہین یہ سبکے پہر پتلیان دم نزع	لگا دے راہ سے گردش مین دو مسافر ہین
شفیق	ہمارے اشک شب ہجر مین نہین رکتے	ٹھہر ہی جلتے ہین منزل پہ جو مسافر ہین
صابر	سوار مرکب انفاس دم نہین لیتے	یہ رہوان عدم بہی عجب مسافر ہین
صفی	ملال فرقت ہمرا ہیان صفی تا چند	سراے دہر مین جتنے ہین سب مسافر ہین
کلیم	تلاش کوچہ جانان کی جنکو رہتی ہے	غریب ملک عدم کے وہی مسافر ہین
محب	حباب وار بہروسہ نہین ہی زیست کا کچہہ	کہ تہوڑی دیر کے دنیا مین ہم مسافر ہین
محشر	یہ قول ہے ترے کوچے مین مرنیوالونکا	چلے ہین خلد کو اور خلد کے مسافر ہین
مسکین	کسی کو نام ونشان کیا بتائیے مسکین	سراے دہر مین ہم تہوڑے دن مسافر ہین
ملک	دل وجگر لیے جاتے ہین نزع کے ہنگام	غضب تو یہ ہے سمجھتے نہین مسافر ہین
ابر	سمجہہ مین جب سے کہ آیا زمین کا پہرنا	ہم اپنی گوشہ نشینی مین بھی مسافر ہین

نوٹ

یہ غزلین بوجہ وقت گذر جانے کے نہ چھپ سکی تہین پہر طرح اپریل کے دونون نمبرون کے ساتہہ بھی ان کے چھپنے کی گنجایش نہو سکی۔ چونکہ جن حضرات کا یہ کلام ہے ان کو بہت کچہہ شکایت تھی اپنی غزلین نہ چھپنے کی بابت۔ لہذا یہ غزلین تو اس مرتبہ شایع کی جاتی ہین۔ مگر آیندہ سے جو غزلین دفتر مین وقت سے اندر نہ موصول ہونگی اُنکے شایع کرنے کے ہم ہرگز ذمہ دار نہین۔

— منیجر —

بقیہ طرح مارچ سنہ ۱۹ع

فہرست اسمائے شعرا بحساب حروف تہجی

حبیب	جناب سید شریف حسن صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
شفیق	جناب علی نواب صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی
ملک	جناب نواب نوازش علی خان عرف نواب مرزا صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی

مطلعہائے ذیل بحساب حروف تہجی و باستثنائے تقابل

حبیب	ہماری خواہش دل اُنکے روبرو کیا ہے		وہ پوچھتے بھی نہین ہمسے آرزو کیا ہے
تفیق	ادائے ناز نہو گر تو خوبرو کیا ہے		ہنسا نہ دے تو وہ انداز گفتگو کیا ہے
ملک	نہ پوچھیے کہ شب و روز جستجو کیا ہے		سوائے وصل ہمین اور آرزو کیا ہے

آرزو

تفیق	کسیکے ہجر مین مر کر ہزار بار جئے		کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے

بُو

حبیب	تمہاری زلف سے کیا دیجئے اُنہین نسبت		کہ مشک و عنبر سارا مین رنگ و بو کیا ہے
ملک	شراب وصل سے اتنا بھی مین نہین واقف		کہ اسکا ذائقہ کیسا ہے رنگ و بو کیا ہے

تو

حبیب	وہ ماہتاب سے اکثر بگڑکے کہتے ہین		ادہر تو دیکھ کہ مین کیا ہون اور تو کیا ہے
ملک	بس اب زیادہ نہ دے پیچ ہوائے غم فرقت		مجھے تو موت سے بھی ڈر نہین ہے تو کیا ہے

جستجو

جبیب	وہ دلکو لیکے مرا سینہ چاک کرتے ہین	کوئی یہ پوچھے کہ اب تم کو جستجو کیا ہے
شفیق	عبث شباب کی حسرت دلِ ضعیف کو ہے	جو ملکے گم ہوا اوس شئے کی جستجو کیا ہے
ملک	جو دلکو ڈہونڈھنے جاتا ہون اونکے کوچے مین	تو ہنسکے پوچھتے ہین تجھہ کو جستجو کیا ہے

خو

جبیب	تمہارے مست یہ پیکر شراب کہتے ہین	ہمارے سامنے شیخ فرشتہ خو کیا ہے
ملک	بتون سے رحم کا طالب ہے او دلِ ناداں	سوائے ظلم و ستم اور اون کی خو کیا ہے

روبرو

جبیب	یہ شاعرون نے دیا رتبہ دیکے اوسکی مثال	وگرنہ سرو ترے قد کے روبرو کیا ہے

رفو

جبیب	جو شغل جامہ دری ہی جنون مین ہاتھون کو	تو فکر بخیہ گر و سوزن و رفو کیا ہے
شفیق	شفیق دست جنون سے کرونگا چاک اسے	لباس جسم کو پہر حاجت رفو کیا ہے
ملک	مین جبکہ طالب صحت نہین ہون ای جراح	تو زخم دلکو مرے حاجت رفو کیا ہے

عدو

جبیب	بہرسا کیجیے کس پہ امید کس سے رہے	جو دوست اپنا عدو ہو تو پھر عدو کیا ہے
ملک	ملک وفا کی او نہین قدر ہو نہین سکتی	جنھین خیال نہین دوست کیا عدو کیا ہے

گفتگو

حبیب ملک	سوال وصل پہ تیسے ہو گا لیان ایجان دل وجگر مین کئی دن سے ہو تی ہین باتین	یہ طور کیسا نکالا یہ گفت گو کیا ہے مگر ہمین نہین معلوم گفت گو کیا ہے

گلو

حبیب ملک	خیال ابروے جانان مین کیون نہ عمر کٹے مین شوق قتل مین ظالم کو یہ سُنا دونگا	کہ تیغ تیز کے آگے رگ گلو کیا ہے جو آبدار ہو خنجر تو پہر گلو کیا ہے

لہو

حبیب شفیق ملک	حبیب اوس لب لعلین یار کے آگے زبان خار ہی کیون اسکے خونکی پیاسی تمہاری تیغ کے صدقے مین پڑ گئی عزت	عقیق ولعل ہے کیا اور ہرا لہو کیا ہے ہمارے آبلہ پا مین بہی لہو کیا ہے نہین تو سر مرا کیا چیز ہے لہو کیا ہے

پرچہ پہونچتے ہی غزلین صاف وخوش خط کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھی ہوئی بہت جلد دفتر مین آنا چاہئین۔

طرح بابتہ ماہ جولائی ۱۹۰۰ء

دل کے آئنہ مین رہنا چاہیئے تصویر غم

تاثیر۱- تحریر۲- تدبیر۳- تصویر۴- تعزیر۵- تقدیر۶- تقریر۷- توقیر۸- تیر۹- زنجیر۱۰- شمشیر۱۱

طرح بابتہ ماہ اگست ۱۹۰۰ء

غالب- آبرو کیا خاک اوس گل کی کہ گلشن مین نہین

آہن۱- تن۲- چتون۳- دامن۴- روزن۵- شیون۶- گردن۷- گلشن۸- مدفن۹-

طرح بابتہ ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء

مومن- مرتا ہون ابہی گر ملے مدفن کو زمین یہ

پردہ نشین۱- جبین۲- حزین۳- زمین۴- کمین۵- نگین۶- نہین۷- نگین۸- یقین۹-

طرح بابتہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع

میر - تیرے مقابلے کو کس منہ سے آہ نکلے

آہ - تباہ - خیرخواہ - راہ - سیاہ - گناہ - گواہ - ماہ - واہ

طرح بابتہ ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۰ع

غالب - حیران ہون دلکو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین

اثر - بیدادگر - جگر - خبر - ذرے - رہگذر - سحر - شر - کمر - گہر - نظر

میٹھی چھری

ایک نہایت ہی دلچسپ اور معنی خیز ناول ہے۔ اس کے ایک ایک جملے مین سیکڑون فصاحتین - ایک ایک فقرے مین ہزارون بلاغتین کوٹ کوٹ کر بھری ہین۔ طرز بیان بہت ہی چست۔ زبان نہایت شستہ۔ پلاٹ نیچرل۔ آجکل کے طریقہ معاملات اور طرز معاشرت کا سچا آئینہ۔ انشاپردازی کی دلاویز کرشمہ سازی تجربہ کاری حکیمانہ خیالات اور واقعات کا حیرت انگیز اور موثر مرقع۔ ممکن نہین کہ اس کو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور بعد ختم قصہ کچھہ دیر تک ایک وسیع میدان غور و فکر کے واسطے پیش نظر نہ ہو۔ جس قدر سوچیے سمجھیے اوسی قدر لطف و دلچسپی مین ترقی ہوتی جاے۔ خوش قسمتی سے اسکے مصنف منشی محمد سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودہ پنچ و آزاد نے رسالہ معیار کے واسطے لکھا تھا اور اوسی کے ساتھہ شائع ہوا۔ پبلک کی قدردانی اور جوہرشناسی کی فرمایش سے چند جلدین علحدہ بھی تیار کی گئین۔ قیمت فیجلد ۱۲ آنہ مقرر ہے۔ شائقین جلد فرمایشین بھیجین ورنہ اندیشہ ہے طبع ثانی تک زحمت انتظار نہ اوٹھانی پڑے۔

المشتہر

مہتمم معیار

ضروری التماس

ہم اپنے اون ناظرین کی خدمت مین بصد ادب دفتر کے اخراجات کی ضرورتون سے مجبور ہوکر اس یاد دہی کا اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہین کہ جنھون نے معیار کی دوسری جلد کے نمبر ۶ کی بھی سیر کی مگر ہنوز معاونت کارخانہ نہین فرمائی امید ہے کہ معیار کی قیمت واجب الادا جلد مرحمت فرماکر کارخانہ کو ممنون احسان فرمائین

المتلمس
منیجر

شکریہ

ہم اسماے ذیل کے اپنے معزز ناظرین کا بخلوص دل شکر ادا کرتے ہین کہ ہماری یاد دہی پر توجہ فرماکر چندہ سالانہ سے دفتر کی معاونت فرمائی۔ منیجر

رسید زر

جناب بابو دیوکی نندن لال صاحب ہنر از لالی پور عما ر
جناب حکیم جھبن صاحب علی الحساب عہ ر
جناب میر ذاکر حسین صاحب منصف پنشن یافتہ از الہ آباد عما ر
جناب سید سجاد حسین عرف نواب مبّا صاحب علی الحساب عہ ر
جناب علی احمد صاحب مددگار مہتمم بندوبست از ورنگل عما ر
جناب پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ بابتہ بقیہ اجرت اشتہار عہ ر
جناب نواب محمد مہدی علیخان صاحب بابتہ ششماہی عہ ر
جناب خواجہ معین الدین صاحب سلام از حیدرآباد عما ر
جناب حافظ عبد الحکیم صاحب بابتہ ششماہی عہ ر
جناب سنکو صاحب از پٹنہ عما ر
جناب مولوی عبد الحی صاحب کورٹ آف وارڈس مددگار مہتمم بندوبست از ورنگل عما ر
جناب منشی عبد الاحد صاحب تنقیح ساز محکمہ بندوبست از ورنگل عما ر
جناب کنور عنایت سنگہ صاحب عنایت عما ر

پاس سے چلی جاؤن گی۔ کون ہر وقت اپنا کلیجہ جلائے۔

افتخار نبھو کھلائی کے سمجھانے سے اور رونے لگی مگر گھونٹ گھونٹ کے جب کچھ بہت تھمی تو کھلائی کی طرف مخاطب ہوئی۔

افتخار نبھو۔ ہائے دل کمبخت نہین مانتا نہین مانتا۔ بس ادھر وہ گھر سے نکلے اور دم گھبرانے لگا۔ کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ اونکی صورت آنکھون کے سامنے سے ہٹی اور ہاتھ پاؤن کے توتے اوڑ گئے۔ جان بے چین ہوگئی۔ دل دھڑکنے لگا۔ کلیجہ ہاتھون اچھلنے لگا۔ آپ سے آپ وہم کھانے لگی۔ جیسے خدا نہ کرے شیطان کے کان بہرے اونکے بیری بدخواہ اب زندہ گھر پلٹ ہی کے نہ آئین گے۔ کہتی بندی کسی طرح جیتی نہ بچے گی۔ ارے بس یہی یقین سا ہوجاتا ہے کہ جیسے اونکے دشمنون کو کسی نے زخمون سے چور چور کر ڈالا ہے اور اس قدر زخم لگے ہین کہ تن بدن مین کوئی مقام ثابوت نہین چھوٹا۔ ادہر یہ خیال بندھا اور میرے کلیجہ کا ورق اولٹ گیا ۔ جب تک وہ گھر مین نہین آلیتے مین کسی کام کی نہین رہتی ہون بس ادہر ماشاء اللہ وہ گھر مین آئے اور مین بھلی چنگی ہوگئی۔ تم ہی بتاؤ کھلائی کہ مین اس اپنے دل کا کیا علاج کرون۔ اور اس اپنے وہم کو لیکر کدہر چلی جاؤن۔ جو تم کہو وہ کرون۔

محبوبن۔ بیوی۔ ان باتون کو دل سے نکال ڈالو۔ وہم کا یہی دستور ہے کہ بڑھائے سے بڑھتا ہے گھٹائے سے گھٹتا ہے۔ ایسی باتون سے لوگ تم پر ہنسین گے۔ جو سنے گا وہ قلاق کرے گا اور تمہاری برابر والیان تو تمکو چٹکیون مین اوڑائین گی کہ لو صاحب میان سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے۔"

ابھی محبوبن یہ مثل کہنے پائی تھی کہ سجاد حسین آگئے۔ بیوی کی روئی ہوئی صورت دیکھکر محبوبن سے فرد اونٹ کر مستفسر ہوئے۔

سجاد۔ کھلائی کیا ہے؟ یہ اس وقت روئین کیون؟

محبوبن۔ (ڈر کے دبی آواز سے) میان کچھ نہین۔ انہون نے کسی سے آپ سے دور آپ کی لڑائی بھڑائی اور لوگونکا دشمن ہوجانا شاید سن لیا ہے۔ دل تو ان کا خفقانی ہے ہی بس اب جب آپ گھر سے ہتھیار لیکے جاتے ہین ان کو برے ہی برے وہم آتے ہین اور کچھ ایسی بدحواس ہوجاتی ہین کہ دشمن اپنے آپ مین نہین رہتین بس اور کچھ نہین اسی پر مین سمجھا رہی تھی۔ ان کو رونا آگیا۔

سجاو- یہ ان کی حماقت کا رونا ہے- عورتون کو سوائے امور خانہ داری یا بچون بچون تو اون کی پرورش و پرداخت کے اور کوئی خیال ہی دل مین نہ لانا چاہیے- سنو کیلائی ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہماری مان کے انتقال کو- ہم اونکے اکلوتے بیٹے تھے اور اکثر اونکی زندگی مین خانہ جنگی کا بھی اتفاق ہوا- زخمی بھی ہوکر گہر مین آئے لیکن یہ حالت اونکی کبھی نہین ہوئی- ہان گہر سے جاتے وقت بار و بکر کے دعائین دم کر دیتی تہین جلدی چلے آنے کی فرمائش بلکہ تاکید- اکثر یہ بھی ہوا ہے جب کبھی کسی سے کچھ فساد ہوگیا اور ان کے کان تک خبر پہونچ گئی- یا یہ کہ اوس فساد اور لڑائی کے زمانہ مین وقت معمول سے آنے مین ذرا دیر ہوگئی تب وہ تسبیح لیکر دعائین پڑھا کرتی تہین- امام باڑہ کھول کر ماتم کیا کرتی تہین- میری خبر کے واسطے آدمی پر آدمی دوڑاتی تہین- جب تک مین نہ آلیتا تھا اون کو چین نہ آتا تھا- یہ سب کچھ تھا مگر اوسی وقت کہ جب کہین کسی سے کچھ جھگڑا اور فساد ہوتا تھا- نہ یہ کہ ہر روز ایسا کرتین- اگر بلا وجہ ہر روز وہ ایسا ہی کرتین تو کاہیکو زندہ رہتین- یا اسی طرح ہر روز گہر کا شیطان بند رہتا- جب ہم ہی آتے تب ہی کچھ ہوتا- ورنہ یونہین انکی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتین- تو والد اونہین زندہ ہی کاہیکو رکھتے خدا کی قسم جس دن اون کو یہ حال معلوم ہوجاتا وہ نہ سمجھاتے نہ بجھاتے بس مار ہی تو ڈالتے اور مجھکو یہ خوف ان کی جانب بھی لگا ہوا ہے کہ جس دن اونہون نے یہ حال سن لیا بس غضب ہی تو ہوجائے گا- اگرچہ وہ انکو مار تو نہ ڈالین گے مگر وہ وہ سڑی باتین سنائین گے کہ انکو ان باتون کے سننے سے مرجانا بدرجہا بہتر معلوم ہوگا-

باب

افتخار بہو سجاد سے اپنی حالت کو اب کچھ پہلے سے زیادہ چھپانے لگی- اگرچہ وہ حالت کسی طرح بھی نہ بدلی ہزار کوششین سیکڑون تدبیرین- دل کو دیوانہ اور اوس خیال کو وہم محض سمجھ کے کی جاتین بلکہ دل سے ہر وقت بر سر مقابلہ و مجادلہ رہتین- مگر نہ تو دل ہی نے مانا اور نہ وہ وہم ہی کم ہوا روز بروز اوس حالت کو ترقی ہی ہوتی گئی- البتہ یہ ضرور ہوا کہ مرنے کے اندیشے آپ کو کسی نہ کسی گہر کے کام مین مصروف کرلیتی تہین- جس طرح بنتا تھا میان کی غیبت مین کچھ نہ کچھ کرتی ہی رہتی تہی کہ پہر میان کو میری اس حالت کی خبر نہ ہوجائے (افسوس

بلکہ صد افسوس جو امر کہ خوف والا تہا اوس عاشق صادق کے دل پر شبیرن سے اوس کا اثر تہا۔ خواب ہی دیکہتی تہی تو اپنے توہمات ہی کے متعلق دیکہتی تہی جس سے کہ اوسکی گگہی بندھ جاتی تہی۔ سجاد حسین جب بمشکل ہوشیار کرتے تہے تو وہ آپ مین آتی تہی۔ جب وہ اس طرح ڈر جانے کا سبب پوچہتے تہے تو مارے وہم کے وہ خواب نہ دوہراتی تہی۔ یہی کہکے ٹال دیتی تہی کہ مجہکو یاد نہین رہا۔ مین ڈر گئی۔

آخر کار افتخار بہو کے توہمات کی یہ حد پہونچی کہ کوئی رات ایسی نہ ہوتی تہی کہ سوتے سوتے چیخ مار کے اوچہل نہ پڑتی ہو حتی کہ یہ سونے سے ڈرنے لگی۔ جسوقت سجاد حسین ہتہیار لگا کے باہر جاتے تہے بس یہ دیکہتی رہ جاتی۔ حتے المقدور پہلے سے ایسی تدبیرین کرتی کہ وہ گہر مین اُلجہے رہین۔ ڈہونڈہ ڈہونڈہ کے وہ کام نکال دیتی کہ جسکے اولجہاؤ مین گہر سے باہر نکلنے اور سیر و تفریح کے لیے کہین جانے کا وقت گزر جائے۔ یا تنگ رہجائے اکثر وہ اپنی ان کوششون مین کامیاب بہی ہو جاتی تہی۔ مگر کہان تک۔ ایک دو دن کسی حیلے کو گنجائش ہو سکتی ہے۔ دو چار مرتبہ کوئی فطرت چل سکتی ہے۔ ہر روز کی بات کوئی کہان تک روک سکے۔ ہمیشہ کی عادت کس طرح مٹ سکے۔ اور سجاد حسین سے زندہ دل اور آشنا پرست و جلسہ دوست آدمی کو یون بہلا کوئی کیا روک سکتا تہا کہ وہ گہر ہی مین رہے کسی وقت باہر نہ نکلے۔ دو گہڑی دن رہے ہی دوستون کے ساتھ دل نہ بہلائے۔ چوک مین خراماخرامان ادہر سے اودہر اودہر سے اودہر دو ایک پہیرے نہ کرے۔ خصوص بیچ کی سرا والے پہاٹک کے سامنے یاران ہم مذاق کے ساتہ ہنس بول نہ لے۔

(اوس زمانہ مین سارے شہر کے بانکون کا گویا بانا تہا کہ ادہر اودہر سے پہر پہرا کر بیچ کی سرا والے تنبولی کی دوکان پر ٹہیکہ کہاتے تہے۔ ایک آدہ بیڑا پان کا کہایا اور ساقی کا حقہ پیا۔ دو گہڑی دن سے چار گہڑی رات تک اوس تنبولی کی دوکان پر بانکون کا مجمع اس طرح رہتا تہا کہ دو چلے گئے چار اور آگئے۔ جو نسا اوٹہتا تہا اکثر یہین سے اوٹہتا تہا۔ مگر ایسا ویسا یعنے کڑک بانکا ذرا وہان جانے مین کنیاتا تہا۔ بہلا سجاد سے یہ کہان ممکن کہ وہ گہر مین یون بند ہو کر بیٹہے کہ اوسکی بانکپتی کو زنگ لگ جائے استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ع۔

این خیالست و محالست و جنون

معلوم نہین اوسکو اپنی بیوی کی کیا خاطر منظور تہی کہ کبھی کبھی اوس کے تقریب مین آکر گھر سے نہ نکلتا تہا۔ مختلف حیلون اور روزمرہ کی ذرا ذرا سی باتون مین اپنے دل کو بچون کی طرح بہلا بہلا کر رکھتا تہا۔ بس اوس دن بیوی خوش مزاج ہنستین طبیعت شگفتہ۔ چہرہ خشاش بشاش دل مطمئن بلکہ خوشی کے مارے پہولون نہ سماتی تہی۔ جیسے کسی کو سلطنت مل جائے۔ کبھی خدا کی درگاہ مین شکرانہ کے سجدے ہو رہے ہین۔ کبھی میان کی خاطر مدارات مین مصروف ہین۔ کبھی اپنے متعلق روزانہ گھر کے ضروری کام۔ اونکا بندوبست۔ باوجود ان ہجوم افکار کے ہر ایک بات کا ترتیب مناسب انتظام کرنا اور شوقیہ ہر کام کو اپنے محل و موقع پر انجام دینا۔ اوس روز کا اوتنا دن اور ساری رات اوسکو عید ہوجاتی تہی۔ آپ سے آپ مُنہ پر ہنسی آئی جاتی تہی لیکن سجاد گونہ مکدر ہی رہتے تھے کسی بات مین اچھی طرح ان کا جی نہ لگتا تہا۔ بلکہ یہ سب خاطرین کسی وجہ سے سجاد کے دل پر ویسا اثر نہ کرتی تہین جیسا ہونا چاہیے تہا۔ اس کا دل دوستون ہی مین لگا رہتا اور بار بار یہی خیال آتا کہ وہ سب ہمارا راستہ دیکھ رہے ہونگے۔ آج کے نہ جانے سے کل بعض بعض تو طعنہ دے ہی بیٹھین گے کہ بیوی صاحب نے نہ آنے دیا ہوگا۔ خراب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا کہین جلدی یہ رات کٹے تو آج کے عوض مین کل اپنے معمولی وقت سے کچھ دیر پہلے گھر سے نکلونگا اور اون لوگون سے کوئی معقول حیلہ کرنے کے بعد ہر روز سے زیادہ اونکے ساتھ رہونگا تاکہ وہ اپنا منسوبہ خود غلط سمجھنے لگین۔

جہان دل سے ایسی ایسی باتون مین اولجھا اور بس ایک سکوت سا اوسکو ہوگیا چُپ سی لگ گئی۔

غزل

بہت مضر دل عاشق کی آہ ہوتی ہے — اسی ہوا سے یہ کشتی تباہ ہوتی ہے

نہ ذبح کیجیے غیرون کو سخت جان ہین یہ — خراب آپ کی تیغ نگاہ ہوتی ہے

مین جلکے خاک ہوا کہتے ہین فرح حسرت سے — خدا کے واسطے ایسی بھی آہ ہوتی ہے

جفا وہ کرتے ہین ایدل نہ وفا کیے جا تو — نہ مضطرب ہو یہ نہین رسم و راہ ہوتی ہے

چراغ داغ مین دن سے جلائے بیٹھا ہون — سُنا جو ہے شب فرقت سیاہ ہوتی ہے

گیا شباب پر اتنا رہا تعلق عشق — دل و جگر مین چمک گاہ گاہ ہوتی ہے

فراق یار مین سہتے ہین ہنستے ہوئے ہم — اثر جو رکھتی ہے کیسی وہ آہ ہوتی ہے

نسیم کوچۂ جاناں مین جلد پہونچا دے | کہ مشت خاک ہماری تباہ ہوتی ہے
عجیب ناز سے آتے ہین میرے لاشے پر | قدم قدم پہ حیا سد راہ ہوتی ہے
کبھی کبھی وہ مجھے سرفراز کرتے ہین | ملال روز خوشی گاہ گاہ ہوتی ہے

تمام رات وہ کہتے ہین کروٹین لیکر
جگر کے پار تعشق کی آہ ہوتی ہے

بس حضرات ناظرین یہ حالتین جو کسی قدر آپ کے سامنے عرض کردین اوسکا منشاء آگے چلکے کھل جاوے گا۔ اور اس قدر تو آپ کو اب ہی معلوم ہوگیا کہ آپس مین ان دونون کے کیا برتاؤ تھے۔ اور کس قسم کی محبت تہی۔ لیکن اب ہم وہ واقعہ بیان کرتے ہین جس کی وجہ سے یہ سب ہمکو عرض کرنا پڑا اور جس نے پیشتر سے اوس بدنصیب زوجہ کو آگاہ کردیا تہا کہ مین پیش آنے والا ہون۔ ہشیار رہ اور میرے تحمل کے واسطے پورے طور پر آمادہ و تیار ہوجا۔

کوئی دن ایسا نہ جاتا تہا کہ اوس کا دل اوسکو آگاہ نہ کردیتا ہو۔ کوئی رات ایسی نہ ہوتی تھی کہ اوس کا خیال اوسکو ایک نہ ایک خواب نہ دکہادیتا ہو۔ کوئی پہر ایسا نہ گزرتا تہا کہ اوسکے دل کو آنے والی مصیبت سے ڈرا کے ہوشیار باش نہ کہدیتا ہو۔ کوئی گہنٹہ ایسا نہ تہا کہ اوسکی شبہہ گہڑی کے بدل جانے کی موگری اوس کے سینہ کے گہڑیال پر نہ ماردیتا ہو۔ یہان تک کہ وہ روز بد آہی گیا۔ اوس دن اوس کا دل بہت ہی دہڑکتا رہا تہا۔ پہلو سے نکلا ہی جاتا تہا۔ سینہ تہا کہ سانس کے واسطے کہلم کہلا کمی کررہا تہا۔ کسی طرح اس قدر بھی جگہہ نہ دیتا تہا کہ نیم نفس بھی اوس کا ذرا کشادگی سے آوے جاوے۔ آج رات کا خواب بھی اگرچہ مسلسل یاد نہ رہا تہا لیکن واقعے اوسکے اس غضب کے تھے کہ سارا دن اوس کی ہیبت رہی۔

سب دنون سے زیادہ آج تمامی اعضا مین ایک نئی طرح کا تلاطم برپا تہا کہ جسکی وجہ سے اسکے ہوش اوڑے جاتے تھے۔ آنکھین پہاڑ پہاڑ کے ہر طرف دیکھتی تھی۔ دل کی دہڑکن سینہ پر سے ہاتہ ہٹائے دیتی تھی۔ بار بار ایک عجب نظر حسرت سے میان کی صورت دیکھتی تھی۔ جو زبان حال سے یہ سنا رہی تھی۔ ؎

نظر آتا ہے ہمین اپنا سفر آجکی رات | نبض چلنے کی دیتی ہے خبر آجکی رات

ہزار حیلون سے چاہتی تھی کہ آج سجاد حسین گھر سے باہر نہ جائین لیکن کوئی فقرہ پیش نہ جاتا تھا۔ آخر کو یہ اپنی جان پر کھیل جانے کو آمادہ ہو گئی۔ اور سجاد حسین ایسے شیر کے سامنے بخوف ہاتھ باندھ کے قدمون پر سر رکھدیا۔

سجاد حسین نے اس کے سر کو اپنے قدمون سے اوٹھا کر اسے سیدھا کر دیا۔ اور اسکے چہرے کو ہیئت مجموعی ایک نئی قسم سے اداس ہی نہین پایا بلکہ اوس جسارت کو بھی اس کی پیشانی پہ چمکتے پایا جو کسی نوجوان بانکے کی عالی خاندان زوجہ کو اپنے شوہر کے سامنے کم ہوتی ہے۔

سجاد۔ (ذرا مسکرا کے) یہ آج کیا تم بالکل اپنے آپے سے گزر گئی ہو۔ آخر ہے ہی کیا کچھ کہو تو سہی۔

افتخار بہو۔ للہ مجھپر رحم کھاؤ۔ آج میرے قلب کی پھڑک کچھ نرالی ہے کبھی جو بات نہ ہوئی تھی وہ آج مجھپر گزر رہی ہے۔ خدا کے واسطے آج گھر سے باہر نہ نکلو کہین نہ جاؤ۔ ارے واسطہ رسول کا۔ مجھ سڑن دوانی پر رحم کرو۔ معلوم نہین آج کیا ہونیوالا ہے۔ کون سی آفت میری جان پر ٹوٹنے کو ہے کہ میرا آپ ہی آپ دم نکلا جاتا ہے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے۔ جون جون تمہارے جانے کا وقت قریب ہوتا جاتا ہے وون وون میرے قلب کی دھڑکن بڑھتی جاتی ہے۔ دل ہاتھون اچھل اچھل کے مجھے بیتاب کیے دیتا ہے۔ قریب ہے کہ پسلیان توڑ کے نکل جائے۔ اللہ کیا ہوتا جو آج تم میری خاطر سے کہین باہر نہ جاتے گو یہ مین جانتی ہون کہ تم مجھکو سڑن جانتے ہو۔ اس وقت مجھے اوسی خفقان کا دورہ ہے جسنے مجھکو مار اوتارا ہے کسی کام کا باقی نہین رکھا ہے۔ مگر پھر مین کیا کرون کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن کیا اس خفقان و وہم کا علاج کرون۔ کاشکہ مین کمبخت مرجاؤن تو بہتر ہے۔ بس اگر علاج ہے تو یہی ہے کہ مین تمہاری الا بلا لے کے مرجاؤن۔ تم پر سے تصدق ہو جاؤن۔ تاکہ روز کی اس مصیبت سے چھوٹون اور تمہاری جان کو بھی عافیت ہو۔ مجھ کمبخت کی وجہ سے میرے اس دیوانہ پن سے تمہارے دشمنون کی جان بھی تو سانسے مین رہتی ہے۔ تم بھی تو پریشان ہو جاتے ہو۔ ہاے اسکی بھی تو ندامت و خفت مجکو ہوتی ہے کہ میری وجہ سے تم رنج ہوتے ہو۔ میرا یہ بیہودہ

خفقان ہر وقت مجکو پریشان رکھتا ہے بس اس سے یہی بہتر ہے کہ مین ہی مرجاؤن
جب ہی اس مرض سے نجات ہو یا تم شہر بہر سے ملنا جلنا۔ گھر سے باہر نکلنا ترک کر دو تو
یہ محال ہے کیونکر ہو سکتا ہے۔ مین خود ایسی فرمایش بیجا کیونکر کر سکتی ہون۔ لہذا
مین کچہ نہین کہہ سکتی البتہ اس قدر کی ضرور اُمیدوار ہون کہ جب کبھی میری حالت
زیادہ ابتر دیکھو۔ مجکو زیادہ بیقرار پاؤ تب میری خدمت و محبت پر نظر کرکے اتنا
کیا کرو کہ اوس دن کہین نہ جایا کرو نہ گھر سے قدم باہر نکالا کرو۔ جس وقت دورہ میرا
تمام ہو جاے۔ خفقان جاتا رہے۔ پہر جہان جی چاہے جایا کرو پھر مین منع کرون
تو گنہگار۔ آج بہی میری حالت ہے۔ للہ مجہپر ترس کہاؤ۔ میری منت سماجت پر نظر
کرو۔ یہ کہہ کے اوسی طرح ہاتہ جوڑے ہوئے زار زار رونے لگی۔

سجاد حسین سے عصمت دست بہادر کا دل بہی بہر آیا۔ اسنے اپنی بی بی کی طرف سے
ایک دوسرے انداز سے مُنہ پہیر لیا اور بہت جلد اپنی چشم نمناک کو صاف کرکے پہر
مخاطب ہوا اور نہایت پُر اثر تشفی و تسلی کے کلمات سے اوس دکھتے دل کو سنبھالا
اور اقرار کر لیا کہ مین نہ جاؤن گا۔ قرآن منگا کے اوسکو ہوا دیتا رہا۔ دیر تک اوسی کی
تیمارداری مین معروف رہا یہان تک کہ اب طبیعت بہی اوس غریب کی سنبھل گئی۔ اسی مین
شام ہو گئی۔ چونکہ سیر سپاٹے کا وقت بہی اب نکل گیا تہا اس وجہ سے اور بہی بیوی
کو اطمینان ہو گیا کہ اب واقعی یہ نہ جائین گے۔ اس اطمینان نے اوسے اور بہی اچھا
خاصہ بھلا چنگا کر دیا۔ گویا کچہ تہا ہی نہین۔ حسب معمول دونون ہنسی خوشی آپس مین
باتین کرتے رہے۔ اسی وہم خفقان پر ہنسیان ہوتی رہین۔ گرمیون کے دن تھے
آٹھ بجتے بجتے بیوی نے کھانے کا تقاضا شروع کر دیا اور خواستہ و ناخواستہ دسترخوان
بچا ہی دیا پہلے اب اور بہی اطمینان ہو گیا۔ کیونکہ جب کھانا کھا لیا تو اب ان کو کوئی
مارکے نکالے تب بہی یہ گہر سے قدم نہ نکالین۔ بلکہ پلنگ سے نیچے قدم نہ اوتارین
چہ جائیکہ سیر سپاٹا اور دوستون کی ملاقات۔ مگر ہاے افسوس۔

ان ہونی کے ہون کو تاکت ہین سب کے
ان ہونی ہوئی نہین ہونی ہوے سو ہوے

آج سویرے سے دونون میان بیوی پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین پیاری پیاری اخلاقی

محبت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میاں کا داہنا ہاتھ بیوی کے سر کے نیچے ہے جسپر سرکیا شدہ مشکین دھنوئیں و عطر آگین چوٹی بھی مثل مار سیاہ کے چمکتی ہوئی پڑی ہے۔ ~~

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے۔ راتیں اوسکی ہیں
تیری زلفیں جسکے بازو پر پریشان ہو گئیں

دل جذبات طرفین کے ہجوم کیے ہوئے ہیں۔ اس قدر کثرت ہے کہ جو نکلتا ہے لڑکھڑاتا ہوا نکلتا ہے۔ عجب وقت ہے دونوں پر کہ قریب ہے حسین باطل ہو جائیں۔ نہ بیوی کو اسوقت اپنے وہم و خفقان کا کچھ خیال اور دھڑکا ہے۔ اور نہ میاں کو کسی دوست آشنا کا یا کسی جلسہ و صحبت کا ہوش ہے کہ یکایک ڈیوڑھی پر سے کوئی شخص میرزا سجاد حسین کہتا ہوا پکارتا سنائی دیا۔

بھلا سجاد حسین کے ادراکات اس وقت ایسے کہاں درست تھے کہ ان کو کوئی بات سنائی دے۔ یہ تو اس وقت مست مے اتحاد تھے۔ زمانہ نے ان پر ترس کھا کر تھوڑی دیر کے لیے ہر طرح کا موقع دیدیا تھا اور طرفین کے کانوں میں یہ اشعار کچھ اس درد کے لہجہ میں پڑھ دیے تھے کہ دونوں محو ہو گئے تھے۔ ~~

غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے نادان
دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانہ کا
غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

یہ فلک جفا کار ہر وقت درپے آزار ہے۔ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہم آغوش حسرت و ارمان اپنے محبوب سے ایک دم بھی لطف اوٹھا سکے۔ جہاں اس کم بخت نے کسی عاشق و معشوق کو سینہ بسینہ لب برلب دیکھا ایک ہی سنگ حوادث مار کے جدا کر دیا۔ اگر سوتے پایا تو بعض وقت کا ودھڑکا دے کے افشاء راز کا بچا نہ پیچھے لگا کے شانہ ہلا دیا۔ کہ دونوں بیچارے گھبرا کے اوٹھے اور بیچارہ اس بادل مختلج لرزاں لرزاں اپنی اپنی راہ روانہ ہو گئے یا دم میں پھنس گئے۔ اور اگر دونوں کو سینہ بہ سینہ ایک دوسرے سے مختلط و بیدار پایا تو خواب بن کر آنکھوں میں آیا اور جب تک ہوا سے غلق نہ کر لیا اوس وقت تک تماشا نہ ہونے دیا۔ ~~

روغن مقوی
سیلان
جوہر عشرت

معیار

THE MAYAR

مرتبہ حکیم سید علی حسن خان آبر لکھنوی
مالک و مہتمم معیار

۱۸۹۸ء

مطبع شام اودھ واقع گولہ گنج میں چھپا

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب سیّد محمد اصغر صاحب رسوا

مژدہ باد بہ مشتاقِ کلام
نگہی جانبِ معیار کنید
ہمہ شعرش ز مضامینِ لطیف
این طلسمیست کہ اندر ہر گل
کلکِ رسوا بہ نوشت از پئے سال

رونقی یافت فنِ پاکیزہ
کہ پر است از سخنِ پاکیزہ
چون زبان در دہنِ پاکیزہ
نظر آید چمنِ پاکیزہ
گلستانِ سخنِ پاکیزہ

سنہ ۱۳۱۶ھ

ولہ

کہین دیکھے عنادل یہ بہارِ سخنوران گر
ہی چمن کلام کا یہ ہین عنادل اسکے شائق
گلِ باغ سے ہین بہتر گلِ نظم اس روش کے
وہ ہین در دکے مضامین وہ کلام عاشقانہ
سرِ قبر اہلِ الفت کوئی جاکے گرچہ پڑھتا
کہا مجھسے تیری محنت نہ تجھے دیگی نام و عزت
درِ مِ فکر سال رسوا یہ پکارسے میرو سودا

نہ چمن مین فصلِ گل کا کبھی انتظار کرتے
کبھی جو فراق اسکا نہین اختیار کرتے
کہ سنے ہین زیبِ تاجِ سرِ اعتبار کرتے
دلِ مطمئن کو پایا اُنھین بیقرار کرتے
یہ وہ شعر ہین یقین ہی اُنھین ہوشیار کرتے
جو مورخون نے دیکھا مجھے کچھ شمار کرتے
یہی پھول ہین کہ جنپر دل و دین نثار کرتے

سنہ ۱۸۹۸ع

نوٹ۔ اگرچہ معیار جدت کے کہے اور شوخ رنگ مین سرڈ ہانگ کے نکالا گیا ہی۔ تاہم ابھی بہت کچھ اصلاح طلب باتین عجب نہین کہ رہ بھی گئی ہون۔ لہذا مین اپنے معزز ناظرین سے ادب کے ساتھ عرض کرتا ہون کہ آپکی طبع نقاد کے نزدیک جو کچھ بھی اس موجودہ حالت مین مجھسے فروگذاشت ہوگیا ہو مہربانی فرماکر مطلع فرماتے رہئے فقط سید ملے محسن خان ابر مالک و مہتمم معیار

فہرست

اسماے شعراے نازک خیال مع تخلص بحساب حروف تہجی

تخلص	نام
آرزو	جناب سید انور حسین صاحب شاگرد حضرت جلال لکھنوی
آفتاب	جناب حکیم مرزا علی لطف صاحب شاگرد رشید جناب خورشید لکھنوی
اثر	جناب سید محمد ابراہیم صاحب شاگرد جناب ثمر لکھنوی
انجم	جناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب تلمیذ حضرت اسیر لکھنوی مرحوم
بلیغ	جناب نواب سید عسکری مرزا خانصاحب لکھنوی
بیتاب	جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی۔
ثروت	جناب نواب احمد علیخان عرف پتن صاحب لکھنوی
ثمر	جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخانصاحب لکھنوی
جدید	جناب سید محمد مہدی صاحب برادرزادہ حضرت تعشق مرحوم و نبیرۂ میر انیس صاحب مغفور
جگر	عالیجناب مرزا محمد عباس علیخان بہادر رئیس لکھنؤ و سابق اسسٹنٹ کمشنر بہادر
جویا	جناب نواب مہدی علیخانصاحب خلف برادر جناب ثروت شاگرد جناب زیبا مرحوم لکھنوی
جلال	جناب حکیم سید ضامن علی صاحب لکھنوی
جلیس	جناب سید ابو محمد صاحب خلف حضرت سلیس مرحوم و نبیرۂ میر انیس صاحب مغفور
حمید	جناب سید باقر مرزا صاحب برادرزادہ حضرت تعشق مرحوم و نبیرۂ میر انیس صاحب مرحوم
دانش	جناب حکیم فدا احمد صاحب لکھنوی
ذاخر	جناب اچھن صاحب ہمشیرزادہ و تلمیذ جناب فاخر لکھنوی
ربط	جناب مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی شاگرد حضرت شاد پیرومیر
رسوا	جناب سید محمد اصغر صاحب خلف میر وزیر علی صاحب انگر مرحوم لکھنوی
رسا	جناب نواب سید محمد اولاد علیخانصاحب تعلقہ دار قطب نگر تلمیذ جناب کامل
رشید	جناب سید مصطفے مرزا عرف پیارے صاحب برادرزادۂ اکبر حضرت تعشق مرحوم
رفعت	جناب سید زوار حسین صاحب عرف پتن صاحب خویش و شاگرد جناب فصاحت لکھنوی
سحاب	جناب سید حسن احمد صاحب خلف جناب آغا شاب صاحب مرحوم و شاگرد جناب یاس لکھنوی
سلام	جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی از حیدرآباد
سلطان	جناب نواب سلطان بہادر صاحب نبیرہ جناب نواب سرفراز الدولہ بہادر مرحوم

شرر	جناب احسن مرزا صاحب عرف منے مرزا صاحب شاگرد جناب مظہر لکھنوی
شمشاد	جناب نواب حاجی سید سلطان علیخاں صاحب شاگرد جناب جلال لکھنوی
شوخ	جناب حاجی سید سلطان احمد صاحب شاگرد جناب جلال لکھنوی
شہرت	جناب سید باقر حسین صاحب عرف اچھے صاحب شاگرد و برادر زادۂ جناب فصاحت لکھنوی
شیدا	جناب نواب مرزا محمد شفیع خانصاحب بہادر نیشاپوری
صفی	جناب مولانا سید علی نقی صاحب لکھنوی
صہبا	جناب نواب کاظم میںخان عرف مجتن صاحب شاگرد و برادر زادہ جناب زیبا مرحوم
عابد	جناب سید عابد حسین صاحب شاگرد جناب فصاحت لکھنوی
عارف	جناب سید علی محمد صاحب لکھنوی نبیرۂ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس
فصاحت	جناب سید عباس حسن صاحب لکھنوی خلف حضرت امانت مغفور
فضا	جناب شیخ محمد عالیجاہ صاحب مالک اف جگر برادرس کمپنی لکھنوی
کلیم	جناب مولوی شیخ عبد الرحیم صاحب لکھنوی
محشر	جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی
مدحت	جناب سید رضا حسین صاحب شاگرد جناب فصاحت لکھنوی
مدہوش	جناب نواب مرزا محمد کاظم حسین خانصاحب شاگرد جناب یاس لکھنوی
مرزا	جناب مرزا محمد ہادیصاحب۔ بی۔ اے۔ لکھنوی
مظہر	جناب محمد وصی علیخان عرف آغا مظہر صاحب لکھنوی
ممتاز	جناب شیخ ممتاز علی صاحب لکھنوی
نجم	جناب نواب محمد عابد علیخان نبیرۂ مرزا عظیم الشان بہادر مرحوم شاگرد جناب ثروت لکھنوی
نظر	جناب منشی نوبت رائے صاحب ایڈیٹر خدنگ نظر لکھنو
نظم	جناب احمد خانصاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
نوازش	جناب نواب نوازش الدولہ بہادر شاگرد جناب حکیم لکھنوی
ولی	جناب ولی اللہ صاحب شاگرد جناب بلیغ لکھنوی از نواب گنج بارہ بنکی
ہاتف	جناب نواب سید محمد ذکی میاں عرف ننھے صاحب خلف اصغر جناب نواب معز الدولہ بہادر مرحوم شاگرد جناب یوسف لکھنوی
یاس	جناب سید ذاکر حسین صاحب لکھنوی
یوسف	جناب نواب یوسف حسین خانصاحب لکھنوی شاگرد حضرت اسیر مرحوم
ابر	خاکسار سید علی محسن خان لکھنوی مالک و مہتمم معیار شاگرد جناب شاد پیر و میر

مصطلح

بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء

بترتیب قوافی بحساب حروف تہجی باستثنائے تقابل مطلعہائے ذیل

یہ بتا کہ ہم کہاں تک ترا انتظار کرتے

اختیار - اعتبار - انتظار - بیقرار - پیار - شمار - نثار - وار - ہوشیار

آرزو	غضب آتا وعدہ ایفا جو وہ ایکبار کرتے	ہمیں کچھ امید ہوتی یونہیں انتظار کرتے
آفتاب	وہ امیدوار کرتے وہ دغا ہزار کرتے	نہ ہم اعتبار کرتے نہ ہم انتظار کرتے
اثر	جو ہمارے گھر وہ آتے کرم ایکبار کرتے	تو اثر گلے لگا کے بہت انکو پیار کرتے
انجم	انھیں مہرباں جو پاتے دل و جان نثار کرتے	ہمیں عشق زیادہ آتا جو ہوشیار کرتے
بیتاب	یہ ستم اٹھانا کیسا ابھی جان نثار کرتے	جو وفا کا تم ہماری کہیں اعتبار کرتے
ثروت	کبھی دور اپنے دل سے جو نہ ہم غبار کرتے	تو یقین ہے آکے پنہاں وہ اختیار کرتے
[illegible]	کوئی نیند جو سوتا تو ضرور پیار کرتے	یہ وہ جبر ہی نہیں تھا جسے اختیار کرتے
جمیل	نہ جفا و ظلم اپنے کبھی بیشمار کرتے	مری جان جو کچھ خیال دل بیقرار کرتے
جگر	وہ [illegible] کیوں وہ ستم کا وار کرتے	تجھے بے خطا ستاتے مجھے بیقرار کرتے
جویا	اگر اپنے وعدے کا ہم کہیں اعتبار کرتے	تو یقین ہے عمر کٹتی ہمیں انتظار کرتے
جلال	شب وصل وہ ادا سے اگر آنکھ چار کرتے	کبھی جان صدقے اُنپہ کبھی دل نثار کرتے
جلیس	ستم اُنکے دل پہ سہنا جو نہ اختیار کرتے	ہمیں باوفا جہاں میں نہ حسین شمار کرتے
حمید	یہی صورت سکون دل بیقرار کرتے	جو وہ جھوٹے وعدے کرتے تو ہم اعتبار کرتے
دانش	تھا بعید شوق دل سے جو نہ انتظار کرتے	وہ ہزار وعدے کرتا تو ہم اعتبار کرتے
ربط	جو کبھی حسام ابرو وہ دکھا کے وار کرتے	سر شوق ہم جھکاتے دل و جان نثار کرتے
رسوا	یہی چارہ سکون دل بیقرار کرتے	کہ تم آتے یا نہ آتے پہ ہم انتظار کرتے
رہبر ۲	کسی بت کو حضرت دل جو نہ آپ پیار کرتے	تو اجل کا رات دن یوں نہ ہم انتظار کرتے

شاعر	مصرع اول	مصرع دوم
رشید	جو نہ صبر اور دم بھر ترے بیقرار کرتے	ابھی برق کا طریقہ فلک اختیار کرتے
رفعت	مرے پہلے تم نہ مقتل مین کسی پہ وار کرتے	تجھے دیر ہو گئی تھی تو کچھ انتظار کرتے
سلام	وہ نہین ہم ایسے پرپرو کہ تجھے نہ پیار کرتے	جو ہزار جانین ملتین بخوشی نثار کرتے
سلطان	اگر اسکے جھوٹے وعدونکا ہم اعتبار کرتے	تو پھر اے اجل نہ تیرا کبھی انتظار کرتے
شرد	جو ذرا سا جبر اپنا دل ہمین اختیار کرتے	تو عجب نہین ہمارا وہی انتظار کرتے
شرر	ترے حکم سے جہان ہم ترا انتظار کرتے	تو لحد بنا کے رہنا وہین اختیار کرتے
شیما	مجھے کرکے نیم بسمل نہ وہ بیقرار کرتے	کوئی اور ہاتھ پڑتا کوئی اور وار کرتے
شوخ	جو نگہ کے تیغے کا کوئی آپ وار کرتے	تو یہ نیمجان الفت دل وجان نثار کرتے
شہرت	جو وہ آنکھین چار کرتے تو نظر کا وار کرتے	مرا دل فگار کرتے مجھے بیقرار کرتے
صفی	وہ رقیب پر جو کہتے دل وجان نثار کرتے	یہ کسی سے بھی نہ ہوتا جو ہم اختیار کرتے
صہبا	وہ نہ ہین آ کے صہبا جو سر مزار کرتے	تو لحد مین کسطرح سے مجھے بیقرار کرتے
عابد	ترے وعدے کا ذرا بھی جو ہم اعتبار کرتے	نہ بسر تڑپ تڑپ کر شب انتظار کرتے
عارف	ترے قد سے ہمسری گر نہ وہ یہ وار کرتے	تو صنوبرون پہ عاشق دل وجان نثار کرتے
فصاحت	فن شعر مین سخندان جو مرا وقار کرتے	تو سخن کو میرے تاج سر اعتبار کرتے
فنا	اسی بیوفا کے وعدے کا نہ اعتبار کرتے	نہ ہم اپنی نیند کھوتے نہ ہم انتظار کرتے
کرم	جو ہمین ستم رہا تا سے بیقرار کرتے	اگر اختیار ہوتا یہی اختیار کرتے
محشر	شب وعدہ یون ستا کر دل بیقرار کرتے	کبھی اشکبار ہوتے کبھی انتظار کرتے
مدحت	اگر اسکے گرد پھر کر دل وجان نثار کرتے	تو نہ پھر کبھی عاشقون مین ہمین وہ شمار کرتے
مدہوش	کبھی بے بہا کے مرنا نہ خود اختیار کرتے	جو امید کچھ بھی ہوتی ترا انتظار کرتے
مرزا	جو حیات چند روزہ کا ہم اعتبار کرتے	ہمین اور کام کیا تھا ترا انتظار کرتے
مظہر	نہ جگر فگار کرتے نہ وہ مجھکو بیقرار کرتے	ارے دل تری وفا کا جو نہ اعتبار کرتے
ناظم	شب ہجر یاد تیری مرے غمگسار کرتے	مرے ساتھ اشکباری فقط اختیار کرتے
نوازش	جو دل وجگر ہمارے نہ وہ بیقرار کرتے	تو اسے نثار کرکے پھر اسے نثار کرتے
ہاتف	نہین امر یہ گوارا انھین غیر پیار کرتے	کوئی اور جبر ہوتا تو ہم اختیار کرتے
یاس	شب وعدہ ہم کہان تک ترا انتظار کرتے	کچھ اسی مین بہتری تھی جو اختیار کرتے

یوسف	وہ دکھاکے گر تجلی ہمین بیقرار کرتے	تو متاعِ ہوشِ موسیٰ ابھی ہم نثار کرتے
ابر	سبب تجھے ڈھونڈھتے نکلتے کہ ہم انتظار کرتے	شب وعدہ کیا نکرتے کسے اختیار کرتے

اختیار

آرزو	ہمین گو کہ جبر گذرا غمِ ہجر و دردِ فرقت	مگر اختیار کیا تھا جو نہ اختیار کرتے
آفتاب	نہین لطف زندگی کا مگر ایسی ستے بے مزا	کوئی ہمپہ جبر کرتا تو ہم اختیار کرتے
انجم	سبب عبث شکایت اُنکی جو شبِ وصال ہوتی	تو نہ جبر کیا ہم اُنپہ دمِ اختیار کرتے
ثروت	کسی بے دہن کی اُلفت کا نہ راز فاش ہوتا	نہ ہم اسقدر خموشی اگر اختیار کرتے
ثمر	کوئی پاس سے جو اُٹھانی جان ناتوان پر	یہ وہ جبر ہی نہین تھا جو ہم اختیار کرتے
جدید	نہ رقیب سے بگڑتے نہ تمھین سے رنج ہوتا	یونہین روز جبر اُٹھاتا اگر اختیار کرتے
جگر	یہ جگر کہان سے لاتے کہ خدا کے گھر کو جاتے	ترا کوچہ چھوڑ کر ہم اُسے اختیار کرتے
جلال	کوئی پوچھتا جو زاہد سببِ صنم پرستی	بخدا نہ کچھ بتاتے وہ چپ اختیار کرتے
جویا	نہ تڑپتے ہم نہ روتے یونہین چپکی جان کھوتے	خوشی اُسکی جسمین ہوتی وہی اختیار کرتے
حمید	کبھی امتیاز رہتا نہ نیاز و ناز مین پھر	وہ وفا جفا کے بدلے اگر اختیار کرتے
دانش	حظِ وصل اُٹھاکے سمجھے غمِ عشق کی حقیقت	کسے دل سے ترک کرتے کسے اختیار کرتے
ذاخر	ہے قتل و وصل تمسے کبھی مین جو وعدہ لیتا	مری دونون خواہشون مین کسے اختیار کرتے
ربط	شبِ ہجر مین رُلاتے شبِ وصل مین ستاتے	جو وہ ظلم یہ کرتے اُسے اختیار کرتے
رسوا	یہی کاش صاف کھلتا کہ خوشی ہے کسمین اُنکی	ہمین گو گران گزرتا مگر اختیار کرتے
رشید	خبر اسکی پہلے ہوتی کہ نہ آئے گا یہ ہمکو	تو رشید شعر کا فن نہ ہم اختیار کرتے
سحاب	یہ وہ ہنسکے کہ رہے ہین کہ مراد کچھ بر آتی	ترے دلمین آئے رہنا جو ہم اختیار کرتے
شوخ	جو تقاضے عشق کے ہین وہ خلاف عقل کے ہین	یہ جو کہ رہا ہو کیا ہم اُسے اختیار کرتے
شہرت	ہمین عقل اگر بتاتی تو نہ مفت جان جاتی	جو پسند اسے آتی وہی اختیار کرتے
شیدا	نہ غرض تھی کچھ حرم سے نہ تھا دیر ہی سے مطلب	جو خوشی بتون کی ہوتی وہی اختیار کرتے
صہبا	یہ جفائین کون اُٹھاتا ترا حوصلہ بڑھاتا	نہ وفائین تیرے عاشق اگر اختیار کرتے
عارف	کوئی آرزو کے مخفی جو تھی تو اسمین شامل	تو خوشی سے فرح ہوتا نہ ہم اختیار کرتے
فصاحت	ترے پاس چپنے کو جو دل اپنا ہمسے آتے	نہ امیدِ نفع رکھتے ضرر اختیار کرتے

شاعر	مصرع	مصرع
محشر	عوضِ جوابِ شکوہ سُنین اُنکی باتین کیا کیا	بہت اچھے رہتے محشر جو چُپ اختیار کرتے
مدہوش	یہی دھیان ہجر مین تھا کرین ضبطِ غم کی نالہ	نہ سمجھ مین کچھ بھی آیا کسے اختیار کرتے
مرزا	اُدھر اُسکی آرزو ہے اِدھر اک عزیز تو ہی	کسے ترک کرتے اے دل کسے اختیار کرتے
منظہر	جو قبول و ترک الفت ہوئے دونون دشمن جان	کسے چھوڑتے آگہی کسے اختیار کرتے
نوازش	کہین اور ہم نہ جاتے ترے کوچہ ہی مین رہتے	اگر اپنے بس مین ہوتا تو یہ اختیار کرتے
یاس	وہ ہمارے دل کے طالب فقط ایک بوسہ پر تھے	بھلا بات ہی وہ کیا تھی جو نہ اختیار کرتے
یوسف	یہ ہی قولِ حسنِ یوسف کوئی جبر بھی نکرتا	رہِ عشق مہ جبینان جو نہ اختیار کرتے
ابر	شبِ ہجر کچھ نہ بنتی تو زبانِ شکوہ کھلتی	جسے خود بُرا سمجھتے اُسے اختیار کرتے

اعتبار

شاعر	مصرع	مصرع
آرزو	دمِ وعدہ کھا رہے ہین وہ قسم ہمارے سر کی	ہمین شک سا ہو رہا ہی مگر اعتبار کرتے
آفتاب	سنِ مجھے آکے سب نے دیکھا نہ علاج کچھ بتایا	مری زیست کا اطبّا نہین اعتبار کرتے
اثر	ستم و جفا کو اُنکے مرے صبر اور رضا کو	کہو دوستو جو سُنتے تو تم اعتبار کرتے
انجم	نہ پڑھی اُنھون نے تلقین تو دل اتنا کیون ہی غمگین	وہ اکیلے گھر مین کیونکر مرا اعتبار کرتے
بلیغ	وہ ستاتے ہین یہ کہکے کہ تجھے نہین محبت	جو تڑپ تڑپ کے مرتا تو ہم اعتبار کرتے
ثروت	جو اُنھین کے لہجے مین ہم اُنھین حالِ دل سُناتے	تو زبان سمجھ کے اپنی وہ کچھ اعتبار کرتے
ثمر	شبِ ہجر تمنے حالت مری جو کہ چھپ کے دیکھی	کوئی جو بیان بھی کرتا تو نہ اعتبار کرتے
جدید	یہ امید تھی کہ کہتے مجھے آپ اپنا وحشی	مرے آبلونکو تاجِ سرِ اعتبار کرتے
جگمہ	مرے پاس تم نہ آتے مجھے مُنہ نہ تم لگاتے	ق مجھے رات دن ستاتے مجھے تم نہ پیار کرتے
	مجھے آگ مین جلاتے مجھے خاک مین ملاتے	مجھے سب یہ تھا گوارا مرا اعتبار کرتے
جلیس	اُنھین تھا یقینِ کامل کہ یہ سخت جان بہت ہے	مین اگرچہ مر بھی جاتا تو نہ اعتبار کرتے
جویا	مرے واسطے خود دکھادی تھین اپنی بیقراری	کہ زبان سے میری سُنکر نہ تم اعتبار کرتے
دانش	کرین کیا جو ہم طپان ہین شبِ وعدہ فرشِ غم پر	دلِ نامراد مرتا تو ہم اعتبار کرتے
رسوا	ترے وعدے کی خوشی مین ہم ابھی سے جان دیتے	ترا حشر مین بھی ملتا اگر اعتبار کرتے
رشید	غمِ درد و رنج سہکر تجھے دیتے ہم دل اپنا	اِنھین بیوفائیون پر ترا اعتبار کرتے
رفعت	یہ کہو تمھاری باتون کو نہ مانا ہمنے ورنہ	تمھین سے کہتے ہمکو نادان اگر اعتبار کرتے

سلام — سے مجھے اور تمسے شکوہ ہو بعید عقل و دانش — جو کہے رقیب اُسکا نہیں اعتبار کرتے

سلطان — جو نہ جانتے شبِ غم تو نہ دیتی ساتھ اپنا — تو نہ ایک دم ہم ایجان ترا اعتبار کرتے

شرر — مرے ضبط درد دل کا اُنھین کیون یقین آتا — جو شکن جبین پہ آتی تو وہ اعتبار کرتے

شرر — اُنھین حال دل سناتا شبِ وصل مین مقرر — مرے کہنے کا وہ کچھ بھی اگر اعتبار کرتے

شوخ — کئے سیکڑون ہی وعدے یہ بتا ہوئے غائب — کس امید پر بھلا اے ستم ترا اعتبار کرتے

شہرت — ترا اے شباب ہردم کبھی کرتے یون نہ ماتم — ترے پھر کے آنیکا ہم اگر اعتبار کرتے

صفی — صفت شرابِ جنت اُسے پیکے پھر مذمت — کوئی سر پھرا اُٹھا واعظ جو ہم اعتبار کرتے

عارف — یہ کوئی گھڑی کی تسکین بھی نہ ہوتی دلکو حاصل — ترے وعدۂ غلط کا جو نہ اعتبار کرتے

فضا — مرے دلسے تیرا ابھی تو نہ نکالنا تھا مکو — مین اُسے چرا نہ رکھتا مرا اعتبار کرتے

کلیم — کوئی پھر مرے جنون کا نہ جہان مین ہوتا قائل — مٹے عشق کا وہ جھوٹون اگر اعتبار کرتے

محشر — جنھین ہوگئی ہو حاصل نگہِ ادا شناسی — دمِ گفتگو وہ کیونکر مرا اعتبار کرتے

مدحت — جو کہا تھا تو نے اُس سے نہ وہ ہنسکے ٹالدیتی — ترے کہنے کا وہ ایدل اگر اعتبار کرتے

نجم — ہے یقین تڑپ تڑپ کے نہ ہماری جان جاتی — کبھی درد دل وہ سُنکے اگر اعتبار کرتے

نظم — جو نہ چاک کرکے پہلو اُنھین دل جگر دکھاتا — تو کبھی مری وفا کا نہ وہ اعتبار کرتے

ولی — جو یہ جانتے محبت ہے مقام امتحان کا — تو نہ دلسے دوست پر بھی کبھی اعتبار کرتے

ہاتف — وہ رقیب کے کہے پر جو چلین تو کسطرح سے — کوئی بات سچی ہوتی تو وہ اعتبار کرتے

یاس — اُنھین دل ہم اپنا دیتے نہ عوض مین بوسہ لیتے — ہمین کیا پڑی تھی ایسی کہ جو اعتبار کرتے

یوسف — ہو یقین کیا جو قاصد کہے حال زار میرا — کسی معتبر سے سُنتے تو وہ اعتبار کرتے

انتظار

آرزو — ترا وعدہ جیسا کچھ تھا اُسے ہم سمجھ چکے تھے — پھر اب ایسی کیا تھی شامت کہ جو انتظار کرتے

آفتاب — ہوئے ناز پر جو قربان چلے لیکے یہ بھی ارمان — کوئی وعدہ کرتے ایجان تو ہم انتظار کرتے

اثر — کبھی کروٹین بدلنا کبھی اُٹھکے در کو تکنا — شب و روز یونہین گزری ہمین انتظار کرتے

انجم — یہ بھلا ہوا شب غم تھے اُنھین کے منتظر ہم — کہ نہ مرتے موت کا بھی اگر انتظار کرتے

بلیغ — جو نہ آپ آتے ایجان تو عجب طرح گزرتی — کبھی ناامید ہوتے کبھی انتظار کرتے

بیتاب — جو ادا نہوتی قاتل تو ہزارون ناز اُٹھاتے — جو نہ بند ہوتین آنکھین ترا انتظار کرتے

ثروت — ہمین دید کی ہے حسرت وہ ہین آج آنیوالے — جو ہزار آنکھین ہوتین تو ہم انتظار کرتے

ثمر — دل منتظر کی حسرت دم نزع تھی تو یہ تھی — وہ خود آکے دیکھ لیتے مجھے انتظار کرتے

جدید — ہوئی کیفیت یہانتک کہ گئی بدن سے جان تک — یہ بتا کہ ہم کہان تک ترا انتظار کرتے

جگر — ترے آنیکی ستمگر جو امید کچھ بھی ہوتی — تو قضا سے بھی نہ مرتے ترا انتظار کرتے

جلال — جو ملا تھا سر تو سودا تری دید ہی کا ہوتا — جو خدا نے دی تھین آنکھین ترا انتظار کرتے

جلیس — نہ فلک کا پھر پتا تھا نہ زمین کا تھا ٹھکانا — جو زرا ہم آہ و زاری شب انتظار کرتے

حمید — دم نزع بھی جو ہوتی صنم آنیکی توقع — تو نہین روز حشر تک ہم ترا انتظار کرتے

دانش — پس مرگ چشم عاشق کھلی رہکے کاش کہتی — مری ساری عمر گذری ترا انتظار کرتے

ذاخر — مرے دلکی بیقراری نہین صبح ہونے دیگی — ابھی نصف شب گئی ہے ترا انتظار کرتے

ربط — یہی جا ہے نام لکھنا سر قبر اے عزیزو — جو یہ حشر تک بھی جیتے ترا انتظار کرتے

رسوا — شب وعدہ مر گئے ہم تو کہا سحر کو اُسنے — یہ نہ ہو سکا کہ دم بھر مرا انتظار کرتے

رشید — یہی چاہیے ہے عاشق مٹو غم کہ جان جائے — ابھی موت اگر نہ آتی ترا انتظار کرتے

سحاب — یہ ادا سے کہ رہا ہو کوئی آنکھین نیچی کرکے — مین وفا سے وعدہ کرتا جو تم انتظار کرتے

سلام — ہمین کیون نہون قیامت ترے وعدہ ہاے فردا — جو حیات خضر ملتی تو یہ انتظار کرتے

شرر — نہ ہماری قبر ٹھکرا جو کیے ہین بند آنکھین — یہ بتا لحد مین کیونکر ترا انتظار کرتے

شوخ — سوے در کبھی نظر کی کبھی آسمانکی جانب — یہ نہ دیکھتے تماشے جو نہ انتظار کرتے

شہرت — جو ہماری کی اعانت تری اے اجل عنایت — جو نہ آتی تا قیامت ترا انتظار کرتے

شیدا — ہے خیال جانکنی مین نہ کہین کہے وہ ظالم — ابھی اور جیتے رہتے ابھی انتظار کرتے

صفی — بت بیوفا سے کہدے کوئی آتا جب ہین ہم — جو ابھی اجل نہ آتی ترا انتظار کرتے

عابد — شب وعدہ مثل اختر رہین وا ہماری آنکھین — کوئی آنے کو نہ کہتا نہ ہم انتظار کرتے

عارف — جو یہ جانتے کہ دشمن ہے شباب یار اپنا — تو ہزار آرزو سے نہ ہم انتظار کرتے

فصاحت — مری لاش آکے دیکھی تو وہ طعن سے یہ بولے — کھلی رہتین انکی آنکھین اگر انتظار کرتے

فضا — جو وہ ہمسے وعدہ کرتا کہ ہم آئینگے ترے گھر — تو ہمین یقین نہ آتا مگر انتظار کرتے

کلیم — اگر آنکھو نکو نظر ہو تو ہمین کو خوب روئین — نہ ہم اُسنے وعدہ لیتے نہ یہ انتظار کرتے

مدہوش — رہین منتظر جو تو آ نہین کہدے کیا اجارا — کہ اب اپنا دل ہی ڈرتا ترا انتظار کرتے

مرزا مظہر	جو ہوے اجل سے جانبر تو قیامت آئی سر پر	یہ بتا دے تو ہی کیونکر ترا انتظار کرتے
	اس امید کا برا ہو کٹی عمر جیسی میری	ترا اعتبار کرتے ترا انتظار کرتے
نظم	مرے پر نکلنے دیتے مجھے ساتھ اپنے لیتے	کوئی دن تو ہمسفیر و مرا انتظار کرتے
نوازش	وہ کچھ اور بھی زیادہ مجھے منتظر بناتے	وہ مری طرح سے میرا اگر انتظار کرتے
ہاتف	رہی چشم منتظر یہ پس مرگ بھی کشادہ	یہ بتا کہ ہم کہانتک ترا انتظار کرتے
یاس	ہوئی زندگی یہ دوبھر کہ بلا لیا اجل کو	شب انتظار کب تک ترا انتظار کرتے
یوسف	نہ دکھاتے نزع کے دم جو وہ رخ تو حشر تک بھی	یہی انتظار رہتا یونہین انتظار کرتے
ابر	شب ہجر گر نہ ہوتی شب وصل عمر کہان تھی	ہمین تم کبھی نہ ملتے جو نہ انتظار کرتے

بیقرار

آرزو	تھی بدن مین جان جتنی وہ تڑپ تڑپ کے نکلی	تری خاطر اور کتنی دل بیقرار کرتے
آفتاب	اجل ایسی چیز کیا تھی مرے درد کو جو کھوتی	وہ دکھا دکھا کے شوخی کسے بیقرار کرتے
اثر	اگر اصل حال پوچھو تو ہماری ہی خطا ہے	نہ ہم اُنسے دل لگاتے نہ وہ بیقرار کرتے
انجم	جو یہ کھیل کھیلنا تھا تو عدو سے کام کیا تھا	ہمین برچھیان لگاتے ہمین بیقرار کرتے
جلال	رہی زیست بھر تمنا یہی اے جلال مضطر	کہ تڑپ دکھاکے اپنی اُنھین بیقرار کرتے
جلیس	تری عادتین نہ جاتین تری حرکتین نہ چھٹتین	تجھے لاکھ ہم نصیحت دل بیقرار کرتے
حمید	جو ذرا سکون ہوتا تو نشانہ خوب پڑتا	تجھے نذر تیر ظالم دل بیقرار کرتے
دانش	اثر ادائے جانان نہین آہ مین ہماری	کسی دلکو ملتے کیا ہم کسے بیقرار کرتے
ذاخر	جو نہ گھر کے ابر آتا تو نہ وہ ہمین رلاتے	جو نہ دیکھتے وہ بجلی تو نہ بیقرار کرتے
ربط	یہ سمجھتے ہم جو پہلے کہ ندیگا ساتھ یہ بھی	تو نہ بھولے سے علاج دل بیقرار کرتے
رسوا	وہ اگرچہ وعدہ کرتے تو وفا کبھی نہ ہوتا	مرے دل کے ارمان مجھے بیقرار کرتے
مرسوا	شب وصل گڈ گڈا کے انھین ہم بھی کرتے بیتاب	جو وہ چھیکو نسے یا دل ہمین بیقرار کرتے
رفعت	کبھی ہمسے گر مریضو نکو وہ دیکھنے کو آتے	جو بدل نہ سکتے کروٹ انھین بیقرار کرتے
سلام	تو وہ تڑپ کے نالے کرتا کہ جہانمین فتنے اٹھتے	مجھے اے سلام اُنکے جو وہ بیقرار کرتے
سلطان	ہمین نالے کی اجازت بھی نہ ضبط عشق نے دی	کہ ہم اُس گلی مین جاتے اُسے بیقرار کرتے
شرر	دم جانکنی جو آئین یہ شکایت اُنسے کرلین	تمھین کیون ترس آیا ہمین بیقرار کرتے

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
مشہد	کیا جسطرح تڑپ کر مجھے ناصبور تونے	اُسیطرح حضرت دل اُسے بیقرار کرتے
شوخ	کبھی ہاتھ رکھتے دلپر کبھی ہاتھ اُٹھاتی دلسی	کبھی دیتے وہ تسلی کبھی بیقرار کرتے
شیدا	مرے سامنے عدو کے سرِ بزم چٹکیان لین	تمھین شرم بھی نہ آئی مجھے بیقرار کرتے
صفی	یہ نشانے ایسے ویسے تو اُڑا اُڑا کے خوش ہو	ہدفِ خدنگ اِکدن دلِ بیقرار کرتے
عابد	تمھین دوست جانتے ہم نہ سمجھتے اپنا دشمن	جو دکھا کے شکل اپنی ہمین بیقرار کرتے
عارف	جو ستم وہ کرتے دلپر تو ضرور رحم آتا	خود اُسی کو دیتے تسکین جسے بیقرار کرتے
فصاحت	مِرے دل جگر مین لیتے نہ وہ چٹکیان برابر	اسے چین لینے دیتے تو اُسے بیقرار کرتے
فضا	جو رقیب مر بھی جاتا تو نہ مجکو چین آتا	کہ وہ بیقرار ہو کر مجھے بیقرار کرتے
کلیم	اگر اپنا دستِ تسکین کسی سینے پر وہ رکھتے	مِرے دلمین لیکے چٹکی مجھے بیقرار کرتے
محشر	عوضِ جفا جو لیتے شبِ وصل یار سے ہم	تو ہنسی مین گدگدا کے اُسی بیقرار کرتے
مرزا	تو اُنھین کہانسے پاتا تجھے کون لیکے جاتا	جو ہمین نہ تیرا کہنا دلِ بیقرار کرتے
منظہر	یہ وفا کا خون بہا تھا کہ نہ اور کوئی ہوتا	وہی دیکھتے تماشا وہی بیقرار کرتے
نجم	یہ ہی جائے شکر ظالم کہ یہ بے اثر ہی ورنہ	مِرے نالے ہجر کی شب تجھی بیقرار کرتے
نظم	جو نہوتا حشر مین ڈر نہ بپا ہو اور محشر	کسی بیوفا سے دعوی دل بیقرار کرتے
ولی	کسے جانتے وہ عاشق مجھے جانتے وہ عاشق	کسے بیقرار کرتے مجھے بیقرار کرتے
ہاتف	یہ نہ چاہیے تھا اُنکو کہ دکھا کے رخ کی جھلکی	وہ مری نظر سے چھپکر مجھے بیقرار کرتے
یاس	وہ تسلی اسکو دیتے تو یہ بیقرار ہوتا	مِرے دلکو ہوتی تسکین جو وہ بیقرار کرتے
ابر	اُنھین دیکھتا مین چھپ چھپ تو ہزار دہم بڑہتی	وہ خموشیو نسے اپنی مجھے بیقرار کرتے

پیار

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
آرزو	کہین ظاہری جدائی سے مٹا ہی قرب باطن	جو لبونسے لب ملے تھے دلسی پیار کرتے
آفتاب	وہ نقاب بھی اُلٹتا تو نظر ہی لیتی بوسہ	یہ کہان تھا مُنہ ہمارا جو کسیکو پیار کرتے
انجم	جو ہمین سے کہے یہ سچ ہی کہ خدا کی مار تجھپر	نہ خدا کی مار ہوتی نہ بتونکو پیار کرتے
بلیغ	اِدھر آؤ تم سے ہمکو فقط اِتنا پوچھنا ہے	ہم اسیطرح جسے مرتے جو نہ تمکو پیار کرتے
ثروت	جو سنورکے دیکھ لیتے تو تمھین ہی آئینے کو	کبھی اپنی دلپہ رکھتے کبھی آپ پیار کرتے

جدید	نہ اُٹھاتے لاکھون صدمے نہ فراق دلسے ہوتا	کوئی بات بھی نہ ہوتی جو نہ تمکو پیار کرتے
جگر	جلیں غیر کیون نہ ہمسے کہ بڑھی ہین لطف آپس	اُنھین ہم ہین پیار کرتے ہمین وہ ہین پیار کرتے
جلال	جو شبیہ بھی تمھاری شبِ وصل پاس ہوتی	کبھی اُسکے بوسے لیتے کبھی تمکو پیار کرتے
حمید	یہی آرزو تھی ملتی جو گلے سے تیغ قاتل	تو وہانِ زخم سے ہم اُسے خوب پیار کرتے
دانش	تری اِس حیا کے صدقے اُسی رُخسے پھر تو کہنا	کوئی دیکھ لے نہ ظالم تجھے مجکو پیار کرتے
ربط	رہی میرے جی مین باقی یہی مرتے مرتے حسرت	کبھی میری طرح وہ بھی مجھے دلسے پیار کرتے
رسوا	ہمین عید سے غرض کیا جو خوشی تھی ہان تو یہ تھی	کہ گلے لگا کے رسوا اُنھین خوب پیار کرتے
سلام	نہ لگاتے غیر کو مُنہ تو یہ بڑھتے حوصلے کیون	نہ وہ سر پر آج چڑھتے جو نہ آپ پیار کرتے
شرر	کوئی بوسے کے طلب پر جو ہوا تھا سی برہم	تو غضب کا سامنا تھا اگر اُٹھکے پیار کرتے
شہرت	جو مرقع ایک تیرا ہی ہمارے پاس رکھتا	شبِ وعدہ تو نہ آتا تو اُسیکو پیار کرتے
شیدا	کوئی آرزو نہ نکلی ہوئی نذرِ ہجر جان مفت	یہی نا وہ قتل کرتے جو ہم اُنکو پیار کرتے
صفی	سرِ عیدگاہِ مقتل کہین تیغ یار چلتی	کبھی ہم گلے لگاتے کبھی اُٹھکے پیار کرتے
صہبا	رہی آرزوے بوسہ گئی جان ہماری آخر	نہ تجھے جانتے جو ایسا تو کبھی نہ پیار کرتے
عابد	نہ تڑپ تڑپکے روتے نہ ہم آبرو کو کھوتے	نہ ذلیل و خوار ہوتے نہ کسی کو پیار کرتے
عارف	لیا مین نے بوسۂ عکس تو وہ مسکرا کے بولے	جو کوئی نہ پیار کرتا تو ہم آپ پیار کرتے
فصاحت	نہ ادب تمھارا کرتا کبھی عکس آئینے کا	وہ تمھارے بوسہ لیتا جو تم اُسکو پیار کرتے
فضا	نہ ہجوم حشر ہوتا تو یہ حوصلہ نکلتا	وہ ملا تھا بعدِ مدت اُسے خوب پیار کرتے
محشر	یہ لب اور روئے رنگین تو بھلا کسے میسر	ترا آئینہ جو مِلتا تو اُسیکو پیار کرتے
مدہوش	نہ خیال پاکبازی ہوا دلسے دور ورنہ	کبھی ہم گلے لگاتے کبھی تمکو پیار کرتے
مرزا	جو کسی حسین کو دیکھا تو کہا یہ دلنے آہا	یہ ہمارے پاس ہوتا ہمین اِسکو پیار کرتے
منظر	ترا اسب تھا جسپہ نقش اُسے دردنے نکالا	جو ذرا بھی ہوش رہتا اُسی نعلکو پیار کرتے
دلی	وہ ہمارے دلکی حالت وہ بلائے دردِ فرقت	نہ اُٹھاتے ہم مصیبت جو نہ تمکو پیار کرتے
ہاتف	کوئی ذلتین نہ دیتا کوئی دل نہ چھین لیتا	نہ کسی سے ہوتی اُلفت نہ کسیکو پیار کرتے
یاس	اثر اپنے بخت بد کا ہمین رنگ یہ دکھاتا	وہ عدو ہمارا ہوتا جسے یہان پیار کرتے
یوسف	یہ جمال حُسنِ رُخ کا یہ ادا و ناز و عشوہ	تمھین منصفی سے کہدو تمھین ہم نہ پیار کرتے

شمار

شاعر	مصرع اول	مصرع دوم
آرزو	کوئی جانکنی کی لذت اُسی ناتوان سے پوچھے	ہوئی صبح شام فرقت اُسے دم شمار کرتے
انجم	ستم اُنکے تھے فراوان کہ ہمارے شکرِ احسان	وہ حساب کیون سمجھتے ہم اگر شمار کرتے
بیتاب	شبِ وصل مین مزہ تھا کہ جو بوسہ لیتے جاتے	کبھی تم شمار کرتے کبھی ہم شمار کرتے
جلال	دیے جاتے داغ تم بھی یے جاتے بوسے ہم بھی	نہ ہمین حساب کرتے نہ تمھین شمار کرتے
جلیس	سے مجھے عمرِ خضر ملتی وہ زرا جو لب ہلاتے	دم واپسین نفس کا مرے کیا شمار کرتے
جویا	کبھی جانکنی کی ایذا مین نہ اپنی جان پھنستی	وہ نفس کی آمد و شد نہ اگر شمار کرتے
حمید	جو حساب کشتگان کا نہ کیا سبب یہی ہے	مرا نام لب تک آتا وہ اگر شمار کرتے
دانش	ہمین سانس کا بھی لینا شبِ غم بہت تھا مشکل	جو نہ دم کے ساتھ ادائین تری ہم شمار کرتے
ذاخر	مرا دل بھی کچھ بہلتا نہ تمھین بھی نیند آتی	مرے اشک گن کے تارے کسید ن شمار کرتے
ربط	غمِ زلف و رُخ مین ہمنے یونہین زندگی بسر کی	کبھی راتین گنتے گذری کبھی دن شمار کرتے
رسوا	ہوا ذکر عاشقون کا گئے گذرے تھے ہم ایسے	نہ تھے اِس شمار مین بھی کہ ہمین شمار کرتے
رشید	نہ کفاف ذرے کرتے نہ یہ چرخ کے ستارے	جو غمونکا روز و شب کی کبھی ہم شمار کرتے
سلام	مین ہر ایک سے الگ ہون صفت امام سبحہ	ہے بجا کہ غیر مجکو جو نہین شمار کرتے
سلطان	یہ بتا کہ کسطرح پھر یہ دل حزین بہلتا	شبِ وعدہ تیری گھڑیان جو نہ ہم شمار کرتے
شہرت	سے نجھے کہتے کیون بُرا تم نہ سمجھتے ہو جو تم	مرے دل کے زخمونکا تم جو کبھی شمار کرتے
شیدا	سرِ مرہم اک طرف سے ہوا اُنسے تو نہ یہ بھی	کہ مری جراحتونکا وہ کبھی شمار کرتے
صفی	سے گنے آسمانکے تارے شبِ انتظار سارے	صفی آبلونکو دلمین تو زرا شمار کرتے
صہبا	ہے یقین جفائین اُنکی نہ زرا بھی کم نکلتین	جو وفائونکا ہماری وہ کبھی شمار کرتے
عارف	کہو پھر بھی مُنہ دکھاتے ہمین سچ بتا دو عارف	تمھین عاشقونمین اپنے جو نہ وہ شمار کرتے
فصاحت	تنِ زار تو ہمارا تھا نگہ سے اُنکی غائب	صفِ عاشقانمین ہین کیونکر وہ ہمین شمار کرتے
کلیم	کسی نا سمجھ سے ملتے نہ کچھ اور بھی سمجھتے	جو ہزار بوسے لیتے تو ہم اک شمار کرتے
محشر	شبِ وصل چشم و دلمین نہ سماتین آرزوئین	تری بدگمانیون کا ہم اگر شمار کرتے
مدہوش	ہے یقین کہ حد نہ ملتی تمھین اپنی ہی جفا کی	مرے داغہاے دلکو جو تمھین شمار کرتے
مرزا	شبِ ہجر کی سیاہی نے چھپا دیئے ستارے	کچھ اِسی سے دل بہلتا جو اِنھین شمار کرتے

مظہر	نہین نزع کو جو تسکین انہین نیند آئی شاید	مری سانس دیکھتے وہ مرا دم شمار کرتے
نظر	شبِ وصل خوب ہوتا عوضِ شبِ جدائی	یہی داغ تارے بنتے تم اگر شمار کرتے
یاس	ستم اسقدر بتون نے مری جان پر کیے ہین	نہ کبھی حساب ہوتا وہ اگر شمار کرتے
یوسف	نہین دیکھتے جو شب کو سوئے نجم آنکھ اٹھاکر	مرے داغہائے دل کا وہ بھلا شمار کرتے

نثار

آفتاب	انھین لذتِ الم کیا انھین خواہشِ ستم کیا	ہوے مردہ دل تو غم کیا تری جان نثار کرتے
انجم	نہ جگر نہ دل نہ جان ہی شبِ ہجر کیا یہان ہو	وہ نہ آئے ورنہ انجم کہو کیا نثار کرتے
جنید	مری طرح سے مری جان جو رقیب اٹھاتے ذلت	گہر آبرو کے ہرگز نہ کبھی نثار کرتے
جلیس	ہمین باوفا سمجھ کے سر امتحان تو ہوتا	جو ذرا اشارہ پاتے دل و جان نثار کرتے
دانش	یہی آرزو تھی دلمین تمھین سامنے بٹھا کے	کبھی مرتے ہر ادا پر کبھی دل نثار کرتے
ذاخر	نہ جگر نہ دل ہی باقی یہان آکے کیا کروگے	کوئی چیز پاس ہوتی تو اُسے نثار کرتے
رسوا	دمِ دید دل فدائے رخِ یار کر چکے تھے	جو نہ درد روک لیتا تو جگر نثار کرتے
رہسوا	دمِ نزع تو جو آتا تو یہ آرزو بر آتی	کہ وصیتین تجھی سے تری جان نثار کرتے
رشید	وہ نہ آئے مرگئے ہم اگر آتے بھی تو کیا تھا	یہی جان صدقے کرتے یہی دل نثار کرتے
سلطان	دمِ ذبح آرزو تھی کہ جو زیست ملتی سلطان	تو یہ سر قدم پر اُسکے یونہین پھر نثار کرتے
شرر	اُنھین دیکھے دل ہمیشہ یہی قول ہے شرر کا	کہ وہ جان کو بھی کہتا تو ابھی نثار کرتے
شوخ	شبِ وعدہ شوخ کوئی جو ہمارے گھر مین آتا	تو ہزار جان سے ہم دل و جان نثار کرتے
شہرت	ترے تیر سے ستمگر جو نہ بہتا خون ہو کر	تری ایک اک ادا پر وہی دل نثار کرتے
صفی	اُنھین درد دل سُناتے تو کچھ اشک بھی بہاتے	وہ یہان جو کاش آتے تو گہر نثار کرتے
فصاحت	جو بہت شراب پیکر مرا غیر حال ہوتا	تو مُغان سے رند لیکر خمِ مے نثار کرتے
محشر	یہی حاصلِ وفا ہے کہ کسیکی اک جفا پر	جو ہزار جانین ہوتین تو بدل نثار کرتے
مرزا	وہ کلام جسپہ مرزا کو بجا ہے خود ہی نازش	کسی نکتہ چین کی باتون پہ اُسے نثار کرتے
مظہر	وہ وفا عدو ہے کافر یہ صاف صاف سُن لو	اُسے دیکھتے تو ایجان ابھی تم نثار کرتے
ممتاز	جسے لوگ سب کہتے ہین دل وہ ہے ایک قطرۂ خون	تری قدر ہی تو گھٹتی جو اُسے نثار کرتے
نظم	ہمین اس قفس سے ہوتی جو بہار مین رہائی	تو خوشی سے اہلِ گلشن زرِ گل نثار کرتے

شاعر	مصرع	مصرع
یوسف	وہ ہمین شکل ہو سلی جو کہین دکھلاتے جلوہ	کبھی جان صدقے کرتے کبھی دل نثار کرتے

وار

شاعر	مصرع	مصرع
آمیز	دم غیظ اُنکو ہوتا جو نہ خوفِ خونِ ناحق	کسی بسملِ ادا پر نہ جھجک کے وار کرتے
آفتاب	ہمین ہر طرح ہی شکل جنھین جانتے تھے قاتل	وہ بنا کے نیم بسمل نہین کوئی وار کرتے
انجم	دو دمی تھی تیغِ بُران یہ دوچند ہوتا احسان	نہ فلک کی خیر ہوتی جو وہ ہم پہ وار کرتے
بیتاب	اِدھر ابرونپہ بل تھا اُدھر آئینہ رکھا تھا	بھلا کس پہ چوٹ پڑتی اگر آپ وار کرتے
ثروت	جو فلک سے بحث ہوتی نہ مجھے بانکپن دکھاتے	کہ یہ دل پہ وار کرتا وہ جگر پہ وار کرتے
ثمر	ثمرِ شکستہ خاطر دل و جان سپر بناتا	کبھی خنجرِ جفا کا جو حضور وار کرتے
جدید	نہ مجھے کچھ ہوتا شکوہ جو نقاب اُلٹے ہوتے	وہ لگاتے لاکھ ناوک وہ ہزار وار کرتے
دانش	نہ وہ تیغِ ناز اُٹھاتے نہ سرِ نیاز جھکتا	نہ ستمگر اُنکو کہتا نہ وہ بڑھ کے وار کرتے
رسوا	یہ ہے مقتضائے طفلی جو وہ دیکھتے ہین ہر سو	کہ نہ دیکھتا ہو کوئی کہین مجکو وار کرتے
رشید	جو خلاف امید کے ہو تو شکستہ خاطری ہے	کئی ٹکڑے دل کے ہوتے جو تم ایک وار کرتے
سلام	تھی بُری عدو کی قسمت نہ ملی اُسے شہادت	ہمین رہ گئی یہ حسرت کہ اِدھر بھی وار کرتے
شرر	یہ کلام اور یہ خنجر یہ نزاکت اور یہ تیور	تمھین کاٹتے مرا سر تمھین مجھ پہ وار کرتے
بشر	اُنھین لطفِ رقصِ بسمل بھلا آتا کیونکر اے دل	نہ تڑپتا اُنکا گھائل جو اِک اور وار کرتے
شہرت	اگر آئینے سے لڑتے تو پھر اور بھی بگڑتے	سب اُنھین پہ اُلٹے پڑتے جو وہ اس پہ وار کرتے
صفی	وہ شکن جبین پہ لاتے تو ہم آئینہ دکھاتے	کہ اُنھین کے تیچھے سے خود اُنھین پہ وار کرتے
عابد	ہمین قتل کیا وہ کرتے اُنھین نازکی تھی مانع	نہ سرو ہی اُنسے اُٹھتی نہ وہ ہم پہ وار کرتے
عارف	دلِ نیم جان کو بسمل تو نہ چھوڑتا تھا ریحان	تمھین ہم دُعائین دیتے جو اِک اور وار کرتے
فصاحت	کوئی اور داد دیتا نہ ستمگری کی اُن کو	لبِ زخم واہ کہتے جو وہ ہم پہ وار کرتے
فضا	یہ جھجک کے ہٹ گئے کیون یہ سچک کے رک گئے کیون	جو چلے تھے تیغ اُٹھا کر تو کسی پہ وار کرتے
کلیم	غضب اُنکا دستِ نازک ستم اُسمین تیغِ بُران	وہ ضرور ہوتے زخمی جو کسی پہ وار کرتے
مرزا	جو وہ مشق تیر کرتے تو ہمین نشانہ بنتے	جو وہ تیغ آزماتے تو ہمین پہ وار کرتے
نجم	یہ سمجھ مین پہلے آتا تو نہ جان جاتی اپنی	جو مین خود ہی سر جھکاتا وہ کبھی نہ وار کرتے
نظم	نہین کرتے کیون اشارہ مرے جان ابرو ذکا	کسی تیغ زن کو دیکھا نہین سامنے وار کرتے

نوازش	نہ وہ غیر کو ستاتے نہ جفائین سہتے ظالم	وہ کبھی یہ ظلم کرتے وہ کبھی یہ وار کرتے
ہاتف	مرے قتل کو تھے کافی فقط ابرو ؤن کے خنجر	اُنھین کیا غرض تھی ناحق کوئی اَور وار کرتے
یاس	اُنھین معرکہ مین کرتی سبک اور بھی نزاکت	مرے زخم اور ہنستے جو وہ بڑھ کے وار کرتے
یوسف	نہ سروہیون سے کم تھے تری ابروِ کشیدہ	کوئی اُنمین سر اُٹھاتا تو ضرور وار کرتے
ابر	کہین دست نازنین سے جو سنبھل کی تیغ اُٹھتی	وہ ہمارے دل پہ پڑتا جو کسی پہ وار کرتے

ہوشیار

آرزو	خبر آہ کیا تھی اسکی وہی غش کی گھڑی تھی	اُنھین جتنی دیر گزری مجھے ہوشیار کرتے
آفتاب	کبھی غش مین آنیوالے ہوں عدم بھی جانیوالے	تو یہ ہوش اُڑانیوالے نہین ہوشیار کرتے
بلیغ	وہی جان میری لیتے وہی پڑھتے آکے تلقین	وہی غش مین مجھکو لاتے وہی ہوشیار کرتے
ثروت	مری چشمِ دا نے مجھپر یہ غشی مین قہر ڈھایا	اگر آنکھین بند ہوتین تو وہ ہوشیار کرتے
ثمر	تیرے بیخودان اُلفت کی فنا ہی جب بقا تھی	کسے سوتے سے جگاتے کسے ہوشیار کرتے
جدید	جو سفر کا وقت آیا نہ پکارے ساتھ والے	ابھی آنکھ لگ گئی تھی ہمین ہوشیار کرتے
جگر	یہ ستم کیا سدا رے مجھے چھوڑ کر وہ غافل	اُنھین فرض تھا جگاتے مجھے ہوشیار کرتے
جلال	یہ ہماری خفتہ بختی کبھی خواب بھی دکھاتی	کہ وہ کہکے چونک غافل ہمین ہوشیار کرتے
جلیس	جو لحد مین رکھ چکے تھے مرے جان چاہئیے تھا	کہ ہلا ہلاکے شانہ مجھے ہوشیار کرتے
جویا	وہ سنگھاتے بوے کاکُل تو غشی زیادہ ہوتی	نہ مین ہوشیار ہوتا جو وہ ہوشیار کرتے
حمید	سرِ بزم غش ہوا تھا جو ذرا بھی رحم آتا	وہ صدا سُنا سُنا کے مجھے ہوشیار کرتے
دانش	مجھے آج میکدہ ساقی نے شراب کیسی دی تھی	کہ اُسی کو شرم آئی مجھے ہوشیار کرتے
ذاخر	اُنھین تا بہ حشر دھوکا یونہین جو اب ہی کا رہتا	جو پسِ فنا لحد مین مجھے ہوشیار کرتے
رسوا	مرے چارہ ساز بنکر جو کھڑے تھے اُنکے آگے	اُنھین خود ہی ہوش کب تھا جو ہوشیار کرتے
رشید	دلِ زار بے خبر تھا کیا قتل تو مزا کیا	یہ سپہ گری تھی پہلے اُسے ہوشیار کرتے
رفعت	جو غشی ہماری زلفون کے سنگھانے سے نہ جاتی	وہ لگاکے ایک ٹھوکر ہمین ہوشیار کرتے
سحاب	کئی دن سے کوئی بیخود جو پڑا تھا رہگذر مین	وہ لگاکے ایک ٹھوکر اُسے ہوشیار کرتے
سلام	ہمین تھی بہت غنیمت یہی بیخودی و غفلت	نہ ہلاتے مے تو پھر کیا مجھے ہوشیار کرتے
سلطان	یہ لحد پر اُسکا کہنا کہ اُٹھو بھی سو چکے اب	ہوئی دیر ہمکو کتنی تمھین ہوشیار کرتے

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
شرر	ہوا غش سے جب افاقہ تو وہ مسکرا کے بولا	تمھین ہوش اگر نہ آتا ہمین ہوشیار کرتے
شرف	کبھی انکی جلوہ گہ مین نظر آتی سیر یہ بھی	وہی ہوش سیر کھوتے وہی ہوشیار کرتے
شوخ	جو ہین انکا جلوہ دیکھا ہوا جوش بیخودی کا	مزہ اپنے غش کا جب تھا کہ وہ ہوشیار کرتے
شہرت	مری لاش پر وہ آئے تو یہ مسکرا کے بولے	جو غش آتا چھینٹے دیکے اسے ہوشیار کرتے
شیدا	مری بیخودی کا مطلب نہ کوئی بھی سمجھا شیدا	مجھے ہوش کیون نہ آتا جو وہ ہوشیار کرتے
صفی	وہ دکھا کے چشم میگون وہ سنگھا کے زلف مشکین	کبھی ہمکو مست کرتے کبھی ہوشیار کرتے
صہبا	وہ اتر کے قبر مین خود نہ ہلاتے کاش شانہ	مجھے آکے شام وعدہ کبھی ہوشیار کرتے
عارف	یہ نصیب کب تھے اے دل کہ غش آتا ہمکو جسدم	وہ سنگھا کے زلف خوشبو ہمین ہوشیار کرتے
فصاحت	مری آنکھ خواب غفلت سے نہ کھلی کیا فرشتو	جو بجا کے کوس رحلت نہ مجھے ہوشیار کرتے
فضا	کبھی غش مین دیکھتے بھی تو نگاہین ترچھی کرکے	وہ لگا لگا کے چھریان مجھے ہوشیار کرتے
مرزا	مری بیخودی کا باعث ہین عنایتین انھین کی	مجھے ہوش ہی نہ آتا جو وہ ہوشیار کرتے
کلیم	دم دید گیسوؤن کو نہ ہوا سے اڑنے دیتے	جو کلیم کو غش آتا تو نہ ہوشیار کرتے
محشر	گلے اسطرح لگاتے شب وصل نیند مین ہم	کہ سنا کے دلکی دھڑکن ہمین ہوشیار کرتے
مدہوش	ادھر انکو خواب غفلت ادھر اپنی سوتی قسمت	کسے نیند سے جگاتے کسے ہوشیار کرتے
مظہر	وہ جواب ناز سودا وہ سیہ لٹون کا سایہ	دم حشر تھا تماشا جو وہ ہوشیار کرتے
نجم	کبھی حضرت دل انسو نہ مین الجھنین بڑھاتا	جو ستم سے آپ پہلے مجھے ہوشیار کرتے
نظر	دم غش اگر حیا تھی مری جان تمکو مانع	مرے دلمین لیکے چٹکی مجھے ہوشیار کرتے
نظم	جو نقاب رخ اٹھاتے ہمین سیکڑون غش آتے	وہ سنگھا کے زلف کی بو ہمین ہوشیار کرتے
نوازش	وہی پھر ہی کاہش دل وہی پھر ہی سوزش دل	وہی غش تھا مجکو اچھا نہ وہ ہوشیار کرتے
یاس	انھین دیکھتے ہی دسکے نہ رہے حواس باقی	کہو کسکو دیتے تسکین کسے ہوشیار کرتے
یوسف	یہ ہوس ہی جا رہی ہین ہم کہ لحد مین جائے تلقین	وہ ہلا ہلا کے شانہ ہمین ہوشیار کرتے

پرچہ پہونچتے ہی طرح نہا مین غزلین بہت جلد آنا چاہئین - بہ پابندی قوافی مندرجہ ذیل -
(چاہتا ہون کہ حسینون کو مرا غم نہ رہے) قوافی - باہم - برہم - دم - عالم - غم - کم - ماتم - قسم - ہم -
طرح بابت ماہ نومبر ... - بہ پابندی قوافی مندرجہ ذیل
(ہوش بھی آجائے الفت مین تو دیوانہ رہے) قوافی - افسانہ - بیگانہ - پیمانہ - جانانہ - [illegible]

میٹھی چھری

پہلا باب

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اِک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

اگر مفلسی مین توانگری کا ٹھاٹھ رکھنا۔ پیری مین جوانی کا روپ بھرنا۔ شیخوخیت پر شباب کا روغن چڑھانا۔ ماضی پر حال کی وارنش کرنی۔ زوال کو عروج کی شان دینی۔ مستسقی ہو کر فصد لینی۔ کمزور ستونون پر سنگین عمارت بنانی۔ سردی مین گرمی۔ اور گرمی مین سردی کی پوشاک پہننی دانائی ہے تو بادشاہ حسین خان ہندو نگر کے رئیس بظاہر بڑے سرے کے نادان۔ اور کم رکھنے والے احمق تھے ہاں ایک زمانہ تھا۔ اور بہتون کو اب تک یاد ہے۔ جب اِنکا بخت مددگار۔ طالع یاور۔ اقبال غاشیہ بردار۔ عروج مگس ران۔ شہرت جلو زیر۔ ترقی طرقوا کنان تھی۔ ماشاءاللہ سے اٹھتی کوپل۔ ہنٹی رفتی جوانی کا کس بل۔ مار الشباب کی چمک۔ اشراق کی دمک۔ ہیولائے جسم صورتِ صحت۔ محیطِ دست و بازو مرکزِ قوت۔ دماغ مخزنِ خیالاتِ عالی۔ دل مسکنِ اولوالعزمی۔ دولت لونڈی۔ عشرت باندی تھی مگر

اب نیرنگئِ فلک نے ورق اُلٹ دیا ہی۔ اور بالکل اُلٹ دیا قسمت بگڑ گئی۔ ادبار غالب آیا۔ زوال مونس بنا۔ ہزال دستگیر ہوا۔ قواے جسمانی ایک ایک کرکے دبے پاؤن کھسکے بدل ماتحلل کی کل کے پرزے گھس پس جانے سے۔ ہاتھ پاؤن ٹھکے بے سکت ہو جانے سے۔ آنکھین دیکھتے دیکھتے بے دید ہو گئین بصارت کے ماند پڑ جانے اور بصیرت کو چکا چوندھ لگ جانے سے زبان اپنی ہی کہی جاتی ہی بات یہ ہی کہ ضبط کی لگام دستِ اختیار سے نکل گئی ہی۔ کان سماعت نہین کرتے۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ ہوس کی سرگوشیون سے ہوا بھر گئی ہی۔ ذائقہ کام چور ہو گیا کثرت لذات کی تیزی کا اثر ہی۔ لامسہ چپ سن ہی۔ دل ایسی نازک شئے مین گدگدی نہ رہی۔ سرد و گرم زمانہ کی چوٹین اُٹھاتے اُٹھاتے۔ بالون کی سیاہی کافور ہی۔ شب عیش کا تڑکا صبح صادق کا نور ہی۔ تبسم کی لڑی ٹوٹی حیات و ممات کی کشمکش مین ساحلِ پیشانی پر گھٹتی ہوئی موجون نے لہریا بنایا۔ جوانی کی مد جانے اور کھولت کی جزر آنے سے۔ حرارت غریزی کی گرم جوشیان ٹھنڈی پڑ گئین۔ اِس سبب سے کہ اعتدالِ مزاج سے عوارض نے لگائی بجھائی کی ہی۔ تندرستی کی ہری سبزی کاہیدہ ہو گئی۔ سمومِ پیری تیز چلتی ہی۔ اوراقِ خیال پریشان ہین شیرازہ دماغ گسستہ ہی۔ حافظے کی وصلی پر حروف کی تمیز نہین کثرت نقوش اسقدر ہی۔ دل کی جیبی گھڑی سلو جاتی ہی۔ چولین ڈھیلی ہو گئی ہین۔

قصہ مختصر حرکات بطی۔ حس سست۔ حرارت سرد۔ اُمنگ معدوم ہی قسمت نے یاوری چھوڑی۔ نفرت نے یاری ترک کی۔ دولت گھر سے نکل گئی۔ عشرت رہی بھی تو بیدلی سے صرف حسرت بنکر۔

بیگم زندہ دل خندہ پیشانی۔ ہنس مکھ تھین۔ اب ہر وقت ناک چوٹی گرفتار ہین مزاج چڑچڑا ہو گیا ہی نیچ رہنے سے اکثر سرگرجبین رہتی ہین تینگی ترشی ہی ایسی ہی۔ تلخی مین بسر کرتی ہین دن ہی کڑوے کسیلے ہین۔ پژمردہ خاطر ہی ہی۔ نواب کو شگفتہ نہین پاتین۔ زبان دراز ہو گئین پیش خدمتین کام مین کوتاہی کرتی ہین۔ اور سب سے بڑھکر عشرت بہت ستاتی ہی۔ کسی طرح بہکانے بھی نہین نکلتی۔ خانہ داری مین اگلا سا سلیقہ ملحوظ۔ نہ انتظام مین اصول پیش نظر۔ نوکر چاکر بدل ہو کر لاپروا۔ لاپروا سے بے تمیز۔ بے تمیز سے گستاخ ہو گئے تنخواہین چڑھکر ملتی ہین مزاج شناس آرام دہ اپنی راہ چلے گئے۔ دوسری جگہ طلب زیادہ تھی۔ گھامڑ بدسلیقہ گنوار رہ گئے کہین

اتنا بھی سہارا نہ تھا۔ ولا دپُرشور۔ ناہنجار۔ معلم صاحب ناہموار ہین نواب کی لاپروائی سے۔ اُٹھان ہی ایسا تھا۔ تربیت کی جانب توجہ کی مہلت بھی کہ ہو۔ اُلٹی پٹی پڑھاتے ہین۔

علاقے پر سرہنگی بدعملی کا عملہ دخلہ ہوا کارندون کی بددیانتی سے کارگزاری مین ڈھیل ہو۔ کارفرمائی مین جھول آگیا۔ خیانت ٹیڑھی سیاست گھٹی ہو۔ معاملات اُولجھ گئے عقد کشا اُنگلیان بے سکت ہین۔ الحاصل جزو کل۔ اصول فروع۔ سب مین خلل۔ سلسلہ نظم و نسق کی کڑیان پاشان خاطرین پریشان۔ طوفانِ بے تمیزی بپا۔ کشتی پُرانی۔ تختے گلے سڑے۔ بادبان شکستہ۔ ساحل دور۔ تباہی قریب۔ خدا ہی بیڑا پار لگائے۔ عادت طبیعتِ ثانی۔ پابندی وضع کے بھیس خودداری کے برقعے۔ ہمت کے دھوکے مین ستاتی۔ پاس پڑوس کا ملمع چڑھاتی ہو۔ بنے پر جو نہ سنبھالا اُسکو بگڑے پر سنبھلنے کی امید دلاتی ہو۔ "فردا" بلاکشان انتظار کو قیامت ہو۔ مگر سہل انگارون کے واسطے ہول دل کا تعویذ۔ تدبیر سے طبیعت نفور محنت کا لفظ سنتے ہی تسکین خاطر کافور۔ ہان تقدیر کا دھیان آیا اور باچھین کھل گئین۔ دلکو راحت پہونچی۔ کیا پیارا۔ پاکیزہ مقدس اسم اعظم ہو۔ مرہمِ جراحتِ ہیچکاران۔ تریاقِ اکبر۔ اکسیر خاصیت۔ کیمیا صفت۔ تیغِ دستِ شل عصائے مایوس۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تکیۂ نامردان۔ مگر افسوس تو یہ ہو ہمارے نواب اس کی لذت سے بھی شادکام کم ہوتے ہین۔ عادت نہ تھی۔ اختیارات کی وسعت نے مذہبی تقدیر سے عمر بھر بغی رکھا تھا۔ اجنبی کی طرح تقدیر جھلکی دکھا گئی۔ لُبھا گئی اور داغ حسرت دے گئی۔ مجبوری اور بے فکر اور۔ خوف شئ دیگر اطاعت شئ دیگر۔ کاہلی قناعت نہین۔ ذلت انکسار نہین بیچارگی حلم نہ بے حیائی خوشدلی۔

حضرات ناظرین ہمارے رئیس بادشاہ حسین خان کے دشمن ابھی مفلس نہین۔ قلاش نہین۔ دریوزہ گر نہین۔ ایسے بوڑھے بیوس بھی نہین۔ علاقہ۔ املاک۔ مکانات۔ سب کچھ موجود۔ جوان بھی ایسے بوڑھے بھی نہین۔ لیکن نہین معلوم کون سی دلی تکلیف ہو۔ کہ بادار کا ٹکڑ گدا انکے مقابلے مین ہشاش بشاش۔ فارغ البال۔ خوشحال ہو۔ پیر فرتوت۔ قبر مین پاؤن لٹکائے۔ ایڑیان رگڑنے والا ہر دم و یٰسین کا منتظر جو بنحال ہو۔ ہمارے ذہن مین ایک بات آتی ہو۔ یہ دنیا عالم اسباب ہو اتنے سامان پریشان خاطری کے جمع۔ اور پھر بھی نتیجہ نہ نکلے غیر ممکن۔ آئے دن کے افکار۔ ہر گھڑی کے اضطرار نے ابتدا مین بدحواس۔ دست پاچہ۔ مضطرب الحال بنا دیا۔ رات دھڑکون مین

ہوتی ہیں ان ترددین کٹتا شب بسودہ تو روز مبیضہ۔ ایک خواب قبر۔ تو دوسرا ہنگامہ محشر۔
سمجھنے کی فرصت کہان اور اگر ہوتی بھی تو عادت کسکو۔ مزاج عیش کا طلبگار طبیعت آسائش کی
خواہان۔ خاطر تسکین کے جویان۔ آنکھونکو حسن کا لپکا کانون کو نغمہ و سرود کا چسکا۔ رہا دل۔
وہ ہوگا جسکے لئے ہوگا۔ ان کے حق مین تو کم بخت دل۔ نادان دل۔ غافل دل۔ ناعاقبت
اندیش دل۔ بے حس دل آ ایک صنوبری مضغۂ گوشت بنکر رہگیا تھا۔ اور کیون نہوتا۔ دماغ
شامتِ اعمال سے کب کا از کار رفتہ ہو چکا تھا۔ اور یہ ظالم بغیر اس ادب آموز اتالیق کے کسی کے
قابو مین نہین رہا ہی۔ سودا کہتا ہی۔

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

مگر وہ شاعر تھا اور ایشیائی۔ اس نے عشق ہی کو اوڑھنا بچھونا بنایا عشق ہی کو دال بھات کرڈالا
تھا۔ مگر جذبات انسانی کے کرشمے لکھنے والا ناول نگار۔ صحیح شعر یون پڑھیگا۔

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی اُسی کا یہ دل بنا

اہل یورپ جو ہم ایشیا والون کی طرح شاید سرقے کو چندان ذلیل نہین سمجھتے کہتے ہین۔ انسان جنت
سے آگ چُرا لایا تھا۔ ہان ہوگا۔ مگر یہ نہین بتاتے کس چیز مین چھپا کے ہم سے سنو۔ دل ہی تبھی
تو وہ چرکا لگا ہی۔ کہ جسکی سوزش اب تک باقی ہی کشمیری گلے مین آگ لٹکاتے ہین۔ مگر
انگیٹھی مین رکھکر جسم سے الگ۔ کرتے کے اندر۔ اُس سے تو داغ لگ ہی جاتا ہی۔ پس اس
نے تو دل مین جگہ پائی تھی۔ اور جنت سے اس دنیا تک آتے آتے کچھ وقت بھی گزرا ہی ہوگا
پس اگر اس جنتی چیز کا اگر اثر باقی ہو۔ تو بعید از عقل کیا۔ پھر آگ کی نسبت یہ انگریزی مثل بھی
ہی "آگ بہت مطیع باندی ہی مگر بڑی ظالم بیوی"
اگر قابو مین کر لیا۔ بے حساب بڑھنے گھٹنے نہ دیا۔ دُنیا کے بہت سے کام لے لیئے کھانا
پکایا۔ کلین بنائین۔ جہاز چلائے۔ ریل دوڑائی۔ اگر اُس نے تمیز قبضہ لیا۔ جلا کر خاک سیاہ
کر ڈالا۔ گھر بار۔ گاؤن۔ شہر۔ ملک کے ملک راکھ کے ڈھیر کر دے۔
یہی حال دل کا ہی اگر دماغ کے قابو مین ہے۔ تو ہر حکم کا تابع۔ کمال چستی سے ہر طرح کی

خدمتون ہین بے عذر۔ شجاعت۔ سخاوت۔ محبت۔ استقلال۔ تحمل۔ حیا۔ عدل۔ صدق۔ دوستی
عشق۔ خوشدلی۔ عصمت۔ سرور۔ قناعت۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ انکسار۔ رضا۔ عقیدت۔ انقیاد
معرفت۔ حقیقت کے اوج کمال پر چڑھکر اعلے علیین پہونچا۔ اسکے قابو سے نکلا۔ اور بزدلی۔ بخل
عداوت۔ تلون۔ ذلت۔ بے حیائی۔ ظلم۔ کذب۔ دشمنی۔ جنون۔ غضب۔ غم۔ بے شرمی۔ خشونت
حرص۔ فسق و فجور۔ محسن کشی۔ کبر و غرور۔ سرکشی۔ بے اعتباری۔ بدگمانی۔ بغاوت۔ ظلمت۔ جہل
کفر۔ الحاد۔ کے غار مین گرا۔ اسفل السافلین پہونچکر دم لیا۔

یہان بھی شامت اعمال سے اس تمغۂ شرافت وثیقۂ انسانیت کی یہی حالت تھی۔ جو نہ ہوتا کم تھا۔ مسیحا ہلاکو
بنا۔ خضر غول بیابانی ہوا۔ ید بیضا چراغ تہ دامن نکلا۔ ع

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اُسپر سنیئے کوڑہ مین کھاج۔ مصیبت تنہا نہین آتی۔ یہ سب تو تھا ہی مزاج بھی جادۂ اعتدال سے منحرف
ہوگیا۔ حیات کی ٹرین پٹری سے اُتر گئی۔

چلتی گاڑی مین رُوڑا اٹکا۔ اخلاط کے خلط مبحث نے سلطنت جسم مین طوائف الملوکی پیدا کی۔ تغذیے
مین خلل۔ ہضم مین فتور۔ قوت عاصی۔ فعل و انفعال سے معذور۔ طبیعت نے چندے رُوک تھام کی
ادراک کو جھٹلایا۔ اندیشے کی سرگوشی اِس کان سُنی اُس کان اُڑا ئی۔ طب کے ظنیات کو خیالات فاسد
کی تُہمت لگائی مگر سودے کی سیاہی پنسل کی تحریر بھی کہ غفلت کے ربڑ سے مٹجاتی۔ صفرے کی
زردی کِشت زعفران نہ تھی جس سے آنکھون ہین سرسون پھولتی۔ بلغم کی سفیدی طباشیر
نہ تھی کہ تقویت دیتی۔ تولید خون کی رِیِی کوئی لڑکا نہ تھا کہ جلدی گتی جھکڑی اور رنگ چوکھا آہی
جاتا۔ لطیف شئی سب سے پہلے کثیف ہوتی ہے۔ گل تر ہوا لگتے ہی کُھلا تا ہے۔ بربہوٹی چھوتے
ہی مٹتی ہے۔ رطوبات اصلی کی کمی ہوئی۔ کیلوس وکیموس کی ارسال راہ ہی مین لٹ جانے لگی۔ خزانۂ دل
خالی ہوا۔ سرچشمۂ حیات مین خاک اڑنے لگی۔ اوردہ اور شرائین کی نہرین ٹوٹین۔ تنہ جسم مین
عرق نہ پہونچا۔ اعضا کی شاخین سوکھکر کانٹا بنین۔ نسیر نیر جوٹیلا ہوا۔ عوارض کی دیمک لگی۔ کبھی
زردسرد بال جان ہوا۔ گاہے تبخیر نے ٹھنڈی گرمیان دکھائین۔ کسی روز ہاضمے نے نمک حرامی
کی۔ آخر حرارت اور یبوست مین ساز ہوا۔ دونون نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور ایک دن طبیعت
گر ہی اور ایسی گری کہ اُٹھنا وشوار بلکہ اُٹھنا بیٹھنا بھی بار ہوا۔

طبیب جو ذمہ دار صحت اور وابستہ دامنِ دولت تھے۔ قارورے اور نبض پر دیدہ ریزی
کرنے پر تلے۔ جو کچھ اسباب و علل ذہن مین آئے۔ اُنکو زبان پر لائے۔ نسخہ لکھا گیا۔ اور دوا
کا استعمال ہوا۔ مگر بدمزہ دوا سے ذائقہ آشنا نہین ہونا کیسا دیکھنا تک گوارا نہوا۔ اُگالدان کو جبر
پلائی گئی پرہیز کی تاکید نے حکیم صاحب کیطرف سے اسقدر شورمزاجی بڑھائی کہ بیچارے نکالے
گئے علاج موقوف۔ معالج برطرف۔ اوپر کی چھیڑ چھاڑ دواؤن سے خدا نے چاہا ازالۂ مرض ہوجائیگا
طبیعت خود بھی برسرِ بدن ہے۔ جو کچھ بچی بچائی گولی بارود اُسکے پاس تھی اُس سے ظاہری طور سے
سٹ پٹ جنگ مغلوبہ کرتی رہی۔ کبھی کبھی صحت کی جھلکی بھی نظر آجاتی تھی۔ مگر وہی

اگر ماند شبے ماند شبِ دیگر نمے ماند

اگر ایک دن طبیعت چاق ہوئی تو بُس ہوکر چار دن تک ایسی گری کہ عارضہ نے اصل مع سود لیکر
ٹلا۔ رفتہ رفتہ جاڑا آنا اور دیر کو جانا اسدرجہ بڑھا کہ طبیعت مدتون مین کبھی بھولے بسرے سنبھلی
تو سنبھلی نہین سنبھلی تو نہی۔ تیماردار بھی کچھ لاپرواسے ہوگئے ع شام کے مُردے کو کب تک روئے

دوسرا باب

یہ بس کی گانٹھ جب شفا ہو تو جانئے

بظاہر بات کچھ ایسی اہم نہ تھی۔ نہ خود مریض چندان مشوش ہوئے۔ نہ ماوشما انسان ہر سہج
سہج رہا ہی کرتا ہے۔ پھر اس مین تردد کیا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دور کی بات تھی تو
وہ حکیم طبیب جانتے۔ حسنِ اتفاق سے اُنکا ازالہ قبل از عارضہ ہوگیا۔ اب دوا کا بکھیڑا نہ پرہیز
کا جھگڑا۔ صرف اُوپری اہتمام۔ انتظام باقی علاج و مداوا کی قلیا تمام۔ بڑے آدمی کی بڑی بات
تعلقات وسیع۔ واسطے دُور دُور پھیلے ہوئے۔ گویا تناور سایہ دار درخت۔ جڑین تہِ زمین
تک ریشہ دوانی کرتی ہوئین۔ ٹہنے شاخین اچھا خاصا چکر باندھے۔ سایۂ عاطفت
ماشاء اللہ سے بخوبی کشادہ۔ عزیزون کا جوشِ خون۔ محبت ماتا۔ شفقت کی ڈھلک کی ساتھ
ملکر گہری رنگت دکھاتا۔ ہوا خواہون کی دلسوزی گرمجوشی کا پتا دیتی۔ کوئی قرابت داری سے
رشتہ در گردن۔ کوئی سلسلہ منیت کے ہاتھون پابزنجیر۔ کوئی منتظر موقع و مہلت۔ کوئی ترصد
جلبِ منفعت۔ پس کسی نہ کسی تعلق سبب مصلحت سے خلقت متوجہ ہوگئی۔ عیادت مزاج پرسی

خدمت کو جوق جوق آنے لگی۔ ایام ضامنون کا عالم۔ این ہم بالاے علم ہوا۔ جان نثارون کے صدقے ردبلا کو آئے۔ خیرات و مبرات کے دروازے اسراف اور فضولی نے کھلوائے۔

ہرکیف بدانتظامی۔ دسلے اسلوبی نے بلا کم و کاست دھوم دھام مچادی۔ اچھی خاصی تقریب پیدا کردی۔ اور سچ پوچھو تو تقریب تھی بھی۔ اگرچند باتون سے بعد ہوتا جاتا تھا۔ تو چند کا قرب بھی سامنے جلوہ دکھاتا تھا۔ دُنیا ہنگامہ زا۔ ہنگامہ پسند۔ شادی ہو یا غم۔ جشن ہو یا ماتم۔ اسکو اپنے چہل پہل سے کام۔

ایک ہنگامے پہ موقوف ہی رونق گھر کی
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

فراغ خاطر سو یا۔ تشویش جاگی۔ اضطراب چونکا۔ تسکین بھاگی۔

سبھی قسم کے لوگ جمع ہوگئے۔ یہ کون ہین رشتے کے چچا ہین۔ اگرچہ پاؤن قبر مین لٹکائے ہین مگر ہوس جوان ہی۔ انکو اور فکر نہین۔ ہان اِتنا سوچتے ہین اگر خدانخواستہ نوع دگر ہوا تو بچون کی ولایت کا سرٹیفکیٹ اپنے نام لینا چاہیے۔ یہ دوسرے سُسرالی قرابت دار ہین۔ لڑکی کے مہر کی تعداد یاد کرتے آتے ہین۔ یہ فنس پر کون ہین۔ حکیم صاحب ہین۔ صرف نبض و قارورہ دیکھینگے علاج کی نیت سے نہ آئے نہ بلائے گئے۔ یہ بگھی سے کون اُترے۔ جنرلی ڈاکٹر ہین۔ صرف سینے پر آلہ لگا کر پھیپھڑون اور دل کی حرکت اور بغل مین تھرما میٹر لگا کر حرارت کے مدارج فیس کے روپیون کے ساتھ گنکر چلے جائینگے۔ نظام الدین کارندہ۔ سخاوت۔ ضلعدار۔ جعفر مختار بھی حاضر ہین۔ یہ نمک حرام بہت کچھ ٹھگ چکے ہین۔ حساب فہمی ہونے والی ہی۔ اندازہ کرتے ہین کب باز پُرس ملتوی رہ سکتی ہی۔

انھین کے قریب رئیس کے دل سے دور۔ نظر سے اوجھل۔ دیہات اور علاقہ کے چند آبرودار ذی اثر اسامی بھی اداس اور مضمحل بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین۔ عرض معروض کی مہلت نہین یا موقع و مصلحت نہین۔ کچھ کہہ نہین سکتے۔ اِنکے پاس ہی پہلو بہ پہلو۔ لبِ فرش ایک شخص ورمٹیا گھور رہا ہی۔ چھوٹی چمکیلی آنکھین۔ آنکھون مین خار انشگاف شعاعِ نظر افعی کی طرح مقناطیس اثر۔ باری باری ہر شی پر بیت گڑتی اور مٹھائی کی مکھی کی طرح بے تکلف اُٹھتی ہی۔ آنے جانے والون کا چال چلن۔ فرش کی شکن دیکھتا ہی۔ آنکھ مین آنکھ ڈالکر چتون تاڑتا ہی۔ کان بھی سر مین اُبھرے

اُبھرے معلوم ہوتے ہین - سرگوشیون تک کی سُن گُن رکھتے ہین - کان مین چھوٹی سی طلا
بالی دکھاوے کی حلقہ بگوشی - میلی مرزائی - لانبی دھوتی - سر پر لال بتی کی پگڑی - جسمین پیچ
طبیعت کی طرح ہزارون پیچ - کون ہے - رام کرن مارواڑی ہے - یہ انھین کی دوکان مین
رہتا ہے - کہتے ہین گھر کا سودا سلف اسی کی دوکان سے آتا ہے - اچاپت بھی اُٹھنے لگی
نوکرون کو دستوری خاطر خواہ دیتا ہے - بیگم صاحب کو اِسکی جہازی چھالیہ بہت بھاتی ہے
مین ہین تو اکثر خالی ہانڈیان - مگر سبھی - خوشنما طریقے سے مطلب فوت نہین ہوتا لیکن
شیرین ہے - اچھا اِس حیثیت کا آدمی - اور یہان تک رسائی - اسکے کیا معنی - معنی مطلب تو
لوگ جانین - قرینے سے اتنا کہہ سکتے ہین - کہ طوفان بے تمیزی - رُوک ٹوک کی کمی - آداب
کی فروگزاشت - دربانون کی چشم پوشی کی مدد - اور کچھ تعجب نہین بیگم صاحب کی سفارش ہو -
لوگ آئے - بیٹھے - اُٹھے - اور چلے گئے - یہ ہنوز سیر فرش بنے ہین - کچھ کہین گے نہین
دیکھکر جو کوئی کچھ کہیگا سُن لین گے - اور یہی ہوا - زعفران - مشک - الائچی گجراتی - چکنی
میوہ - مصری - میدہ - سب کی ضرورت پیدا ہوگئی - کیا ہوا اگر ایسا ہوتا ہے - دوکان یا نیلام
چیز یا سوداگر کی صورت دیکھکر اشتہارون مین پڑھکر ضرورت داعی ہو جاتی
یہان آئے دن کی حاضر باشی تعمیلِ فرمایش کی چستی - چیزون کی خوبی قیمت کی تخفیف
سب کے مزاجون مین درخور پیدا کیا - لالہ آئے نہین اور فرمایشین استقبال کو دوڑین
مالک خوش ہوے - دام واجبی سے بھی زیادہ واجبی تھے - اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهٗ اِلَّا لعبرۃ
خود تھا - ملازم راضی ہوے - بازار کی دوڑ سے بچے - دستوری حسب دستور ملی
رفتہ رفتہ گھر بھر کی ضرورتون پر حاوی ہو گئے - نوبت باینجا رسید - دوکان بھی
کی نری عطاری - بزازہ - انگیزی سامان - بسکٹ - ڈور کنکوا - کھلونے سامان
سب موجود - آتشبازی - مسکرات - سلاح کا لیسنس بھی حاصل -

دوکان اِس سرپرستی سے فاتح کے حملے سے زیادہ بڑھگئی - پوری لین بھر کرا
لیلی ہے - ایک طرف دواخانہ کھُل گیا - شیشے - قرابے - بوتل - شیشان الماریون میں
ہین - یا حریفِ عارضہ کے مقابلے کو پلٹنین آراستہ ہین - عرقیات رشک آبحیات
عرق ریزی سے طیار ہوے ہین - سفوف خاکِ اکسیر ہین - بڑی خاک بیزی ہوئی

ضوابط گلدستہ

۱ معیار ہمیشہ ہر انگریزی مہینے کی ابتدائی تاریخو مین شایع ہوا کرے گا۔

۲ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک "پیشگی لیجائیگی" عام خریدارون سے عہ رؤسا و امرا و مربیون سے عہ امرائے عظام و راجگان و والیان ملک اپنی بلند حوصلگی سے جو کچھ عنایت فرمائین عین فرازی ہی۔

۳ جو صاحب خود بھی خریدار ہونگے اور کم سی کم [illegible]

[illegible] پرچہ بلاکسی معاوضے کے ارسال کیا جائیگا۔

۵ نمونے کا پرچہ ۲ر وصول ہونے پر روانہ ہوگا صرف کارڈ پر نمونے کی تعمیل نہوگی

۶ ہر طرح کے ساتھ چند قوافی شگفتہ جانچکر شایع ہوا کرینگے اور اُنھین قوافی کے اشعار درج ہوا کرینگے۔

۷ تعداد اشعار ہر مرتبہ اُتنی ہی ہوگی جسقدر قافیے لکھدیے جائینگے مگر قافیہ سوائے مطلع کے نلیا جائیگا مگر تعداد وہی رہیگی۔

۸ دو شعر سے زیادہ کا قطعہ درج نہوگا اور قطعہ مین نتیجے کے قافیے سے بحث رہیگی مگر تعداد مین دونون شعر لیے جائینگے۔

۹ ہر شاعر کو اپنے اشعار مین انتخاب کی گنجایش کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔

۱۰ جو صاحب غزل بھیجین براہ عنایت کاغذ کے ایک ہی رُخ پر کتابی سطر کیطرح اشعار بحساب حروف تہجی نمبروار قافیے کے لحاظ سے درج فرمائین

۱۱ کلام خریدار و غیر خریدار ایک ہی لحاظ سے منتخب ہوگا۔ اُجرتی کلام فی شعر ۲ر [illegible] تعداد اشعار ترتیب سے علیحدہ درج

۱۲ اُجرت اشتہارات علاوہ اُجرت چھاپہ فی سطر ۲ر زیادہ عہ سے کیواسطے کفایت بھی ہوگی جو بذریعۂ خط و کتابت طے ہوگی۔

۱۳ جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ آنا ضرور ہی جملہ غزلیات ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک دفتر مین آجائین ورنہ عدم اندراج کی شکایت معاف

۱۴ جملہ خطوط و غزلیات نہایت صاف تحریر ہون بلکہ ہر غزل پر سُرخی مع الفاظ جناب حضرت کے ہو

۱۵ تمام ترسیل مالی و انتظامی بنام سید علی محسن خان ابر مالک و مہتمم پرچہ ہونی چاہیے المشتہر منیجر و مالک معیار

بقلم مظفر الطاف حسن لکھنوی
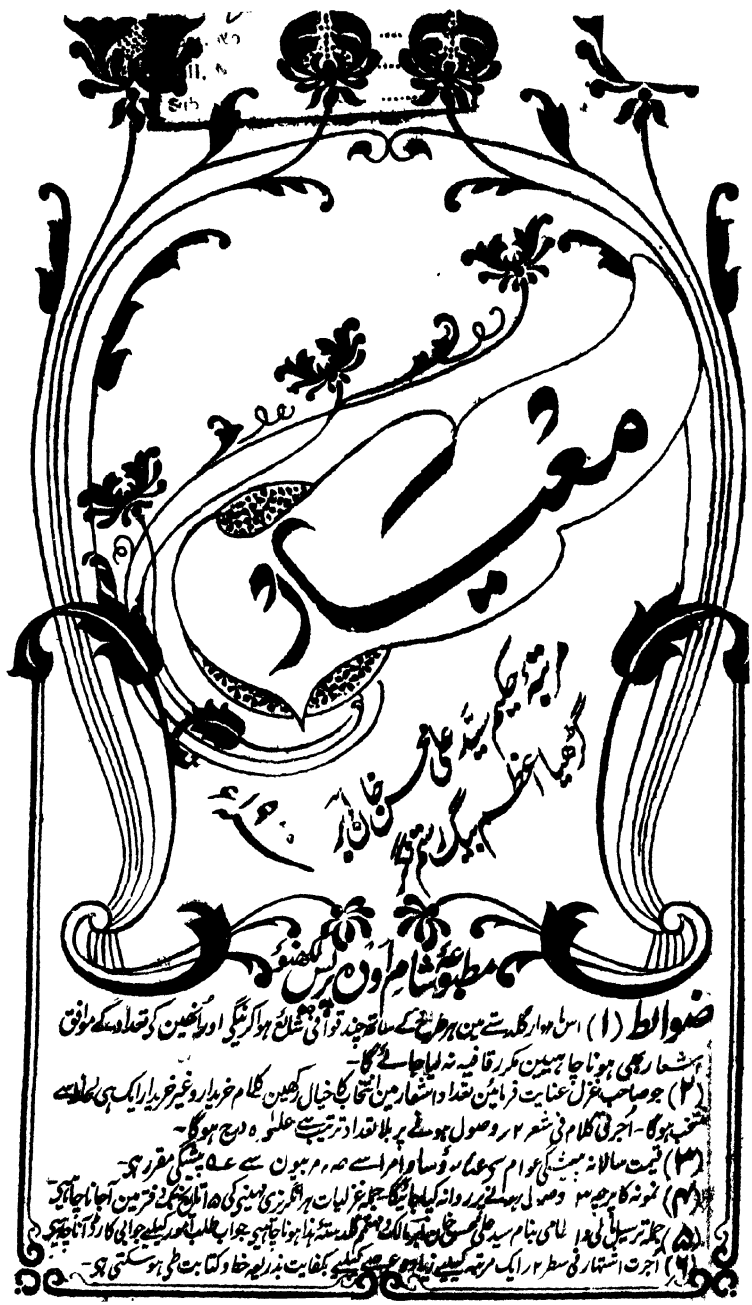
معیار
ایڈیٹر حکیم سید علی حسن خان
گڈھیا اعظم گڈھ
۱۹۰۰ع
مطبوعہ شام اودھ پریس لکھنؤ
ضوابط (۱) اس ماہوار گلدستے میں ہر طرح کے ساتھ چند قوافی شائع ہوا کرینگی اور انھیں کی تعداد کے موافق اشعار بھی ہونا چاہییں مکرر قافیہ نہ لیا جائے گا۔
(۲) جو صاحب غزل عنایت فرمائیں تعداد اشعار میں انتخاب کا خیال رکھیں کلام خریدار و غیر خریدار ایک ہی لحاظ سے منتخب ہوگا۔ اجرت کلام فی شعر ۲ر وصول ہونے پر بلا تعداد ترتیب سے علاوہ درج ہوگا۔
(۳) قیمت سالانہ ہیئت کی عوام سے عہ/ رؤسا و امرا سے ۵ر مہینوں سے عہ پیشگی مقرر ہے۔
(۴) نمونہ کا پرچہ ۲ر وصول ہونے پر روانہ کیا جائیگا۔ جملہ غزلیات ہر انگریزی مہینے کی ۱۵ تاریخ تک دفتر میں آجانا چاہیے۔
(۵) جملہ ترسیل زر نامی بنام سید علی حسن خان صاحب مالک و مہتمم گلدستہ ہذا ہونا چاہیے جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔
(۶) اجرت اشتہار فی سطر ۲ر ایک مرتبہ کیلیے زیادہ عرصے کیلیے بکفایت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔

انگلستان کے مشہور ناولسٹ رینلڈس کی مختصر سوانح عمری

تتمہ معیار نمبر ۵

مگر چونکہ اسی اخبار کے دوسرے کالمون مین اس کی راے سے مصلحتاً اختلاف ظاہر کیا جاتا تھا اس لیے شروع ۱۸۴۸ء مین اس نے اپنا تعلق یہان سے قطع کر دیا اور اسی سال پہلی بار اپنے کو دنیا کے سامنے بحیثیت ایک "ملکی رہنما" کے پیش کیا۔

۶۔ مارچ ۱۸۴۸ء کو ٹرفلگر مین ایک جلسہ اس غرض سے ہونے والا تھا کہ گورنمنٹ سے انکم ٹکس کی موقوفی کی استدعا کرے۔ اور بغاوت فرانس سے جو اوس زمانہ مین بہت ترقی پر تھی اپنی ہمدردی ظاہر کرے۔

اگرچہ گورنمنٹ نے اس جلسہ کو خلاف قانون قرار دیا لیکن تاہم یہ جلسہ منعقد ہوا اور ہمارا ہیرو اس کا پریسیڈنٹ بنایا گیا۔ رینلڈس نے وہ غضب کی تقریر کی کہ تمام مجلس کو ہلا دیا۔ اور ہر شخص اوس کا ہم زبان ہو گیا۔

کہتے ہین کہ اس اسپیچ نے ہمارے ناولسٹ کو ایسا ہر دلعزیز بنا دیا کہ واپسی کے وقت اوس کے مکان تک ہزارون آدمیون کا غول ہمراہ تھا جو برابر رینلڈ۔ رینلڈ کے نعرہ مارتا جاتا تھا۔

۱۳۔ مارچ کو کینسنگٹن کامن مین بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لیے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور یہان بھی رینلڈ ہی پریسیڈنٹ تھا۔

۴۔ اپریل کو جان اسٹریٹ انسٹیٹیوشن مین تمام انگلستان کی طرف سے بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لیے ایک قومی جلسہ ہوا جس مین رینلڈ صوبہ ڈربی کی طرف سے وکیل تھا۔ پہلی مجلس مین یہ بالکل خاموش رہا۔ مگر دوسرے

دن اس نے نہایت فصاحت وبلاغت سے تقریر کی اور گورنمنٹ سے معاملات کی یکسوئی چاہنے مین تعویق کرنے اور ملکہ معظمہ کے سامنے ایک قومی میموریل پیش کیے جانے سے قطعاً اختلاف کرکے یہ راے پیش کی کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست کو منظور نہ کرے تو یہی ریپریزنٹیٹو جلسہ جو اس وقت موجود ہے اپنے کو مستقل قرار دے اور طے کردے کہ جو اس جلسہ کی راے ہو وہی قانون ہے۔

یہ اوس کی زبان کا اثر اور اوس کے بیان کا جادو تھا کہ اون بہزار ہا دن آدمیون مین سے جو اوس جلسہ مین موجود تھے کوئی بھی اوس کی تجویز سے اختلاف کرنیکی جُرات نہ کرسکا اور فوراً یہ طے ہوگیا کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست نامنظور کرے گی تو یہی قومی مجلس سلطنت انگلستان کا انتظام کرے گی۔

اس قومی مجلس کا جو نتیجہ ہوا وہ تاریخ انگلستان کے پڑہنے والے خوب جانتے ہونگے اور وہ بتا سکتے ہین کہ پارلیمنٹ کو اس شورش کے فرو کرنے کے لیے کس قدر فوجی قوت سے کام لینا پڑا لیکن رینلڈ بوجہ کثرت مشاغل علمی کے کچھہ عرصہ کے بعد اس سے الگ ہوگیا اور اگرچہ ۱۸۵۶ء تک وہ اس قسم کے جلسون مین گاہے گاہے شریک ہوتا رہا مگر کبھی دوبارہ ایسی بغاوت آمیز اسپیچ اوس نے نہین دی۔ اوسکی عمر کا آخری حصہ بالکل اخبار نویسی مین صرف ہوا۔ اوس نے ایک اخبار ”ملکی معلم“ نکالا تھا جسکی تعداد اشاعت ۳۰ ہزار ہفتہ وار تھی لیکن ۱۸۵۰ء مین اس پرچہ کو بند کرکے ”رینالڈس ویکلی نیوز پیپر“ (رینلڈ کا ہفتہ وار اخبار) جاری کیا جس کا پہلا پرچہ ۵ مئی ۱۸۵۰ء کو بروز یک شنبہ نکلا اور دفعتہً تمام انگلستان مین مشتہر ہوگیا۔

رینلڈ نے اپنی بقیہ عمر اسی اخبار کے نذر کردی اور سواے اسکے صفحون کے اور کسی ذریعہ سے پبلک کے سامنے نہین آیا۔

یہ جہاندیدہ پالٹیشین اور رنگین مزاج ناولسٹ ۶۵ برس کی عمر پاکر ۱۷ جون ۱۸۷۹ء کو اس سراے فانی سے کوچ کرگیا اور وہ ہردل عزیز نام چھوڑ گیا جسپر اگرچہ لوگون نے لاکھہ خاک ڈالنے کی کوشش کی مگر مشک نافہ زیر دامان کی طرح اس کی

یہانتک سیکڑون پہاڑون اور دریاؤن کو طے کرتی ہوئی ہندوستان تک پہونچی اور یہان کے ہر تعلیم یافتہ نوجوان کو اوس مظلوم ناولسٹ کا ایسا ہمخیال - ایسا ہمزبان ایسا ہمدرد بنا لیا کہ ہر ہر متنفس اوس کا دم بھرتا ہے اور اوس کی مستقل یادگار دُنیا مین قائم کرنے اور اوسکے مخالفین کا جواب دینے کے لیے تیار ہے -

اہل جوہر کی وطن مین نہین قیمت ہرگز
قدر تب ہوتی ہے جب لعل یمن سے نکلے

افسوس ہے کہ انگلستان نے اس دُر بے بہا کی ایسی بے قدری کی کہ آج نہ اوس کے اخلاق اور عادات کا پتہ چلتا ہے اور نہ اوسکی تصانیف کی مفصل فہرست دستیاب ہوتی ہے ابھی اس لائق فلاسفر کو رحلت کیے ہوئے صرف بیس ہی برس ہوئے ہین اور ہزارون آدمی انگلستان مین ایسے موجود ہونگے جنہون نے اوس سے ملاقات کی ہوگی - اوس کی صحبت کے لطف اوٹھائے ہوئے ہونگے - اور اوس کے پاس بیٹھکر فیض حاصل کیا ہوگا - لیکن غریب نیٹو کو کون بتائے - افسوس! ہماری قوم کے نوجوان جو ولایت کا سفر کرتے ہین وہ عیش و عشرت مین ایسے غرق ہوجاتے ہین کہ اونکو دُنیا او - مافیہا کی خبر نہین رہتی ورنہ ہم اُمید کرتے ہین کہ شاید انہین مین سے کوئی شخص رینلڈ کی مفصل سوانح عمری لکھے گا - مگر ع -

این خیال ست و محال ست و جنون

نیشنل سایکلوپیڈیا مین رینلڈ کے چند ناولون کے نام بقید سنہ لکھے ہین اور بہ مجبوری اونہین پر اکتفا کی جاتی ہے -

۱	پریسایڈ - (قتل پدر)	۱۸۳۵ء
۲	پکوک ابراڈ -	۱۸۳۸ء
۳ -	رابرٹ میکیر (قزاق)	۱۸۳۹ء
۴	الفریڈ	۱۸۴۰ء
۵	نیکرومنسر - (الساحر)	۱۸۴۲ء

نمبر	نام	سنہ
۶	رائی ہاؤس پلاٹ	سنہ ۱۸۴۳ء
۷	سیمسٹریس (سوزن عشق)	ایضاً
۸	برانزی اسٹیچو (بت روئین)	رر
۹	رولڈ لنڈن (قدیم لنڈن کی رازداریاں)	رر
۱۰	میری کوین آف اسکاٹ	سنہ ۱۸۴۳ء
۱۱	کیپٹن بری ہوس	رر
۱۲	ماسٹر ٹموتھی باب کیس (طلسمی فانوس)	سنہ ۱۸۴۴ء
۱۳	مسٹریز آف لنڈن	سنہ ۱۸۴۶ء
۱۴	فاسٹ (شیطان کا غلام)	سنہ ۱۸۴۷ء
۱۵	مسٹریز آف دی کورٹ آف لنڈن (دربار لنڈن کے اسرار۔	سنہ ۱۸۵۰ء
۱۶	میری پرائس	سنہ ۱۸۵۲ء
۱۷	ایگنس	رر
۱۸	فیک ٹوچنیر	سنہ ۱۸۵۳ء
۱۹	سولجرس وائف	رر
۲۰	روزا لمبرٹ	سنہ ۱۸۵۴ء
۲۱	جوزف ولمٹ	رر
۲۲	لغذ آف حرم (حرمسرا)	سنہ ۱۸۵۵ء
۲۳	عمر (عمر پاشا)	سنہ ۱۸۵۶ء
۲۴	ایلین پرسی	رر
۲۵	امپریس یوجنس بدوئر	سنہ ۱۸۵۷ء

سلسلہ مراسلہ مرزا

تتمۂ نمبر ۵

مین سے بہ متابعت قانون تلازم ذہنی حاضر ہین ذہن مین تاکہ اون کا ملاحظہ کیا جاے اور اون مین تصرف کیا جائے- پس وہ قوت جو کہ موجب ہو اس استحضار کی مستحضرہ کہلاتی ہے- اور یہ قوت یا استحضار کرتی ہے- صور مرتسمہ امور خارجیہ کا یا معانی منعکسہ داخلیہ کا- پہلے اعتبار سے اوسکو متخیلہ کہتے ہین اور دوسرے اعتبار سے واہمہ کہتے ہین-

بعضون نے قوت مسترجعہ اور مستحضرہ مین کوئی تمیز نہین کی- مگر واقع مین ذکر اور حضور دو چیزین ہین-

اور وہ قوت جو کہ مدرکہ اور متخیلہ اور موہومہ مین بعض کو بعض سے نسبت دیتی ہے بر سبیل تالیف اور ترکیب اور تفصیل اور تحلیل کے متفرقہ اور متفکرہ کہلاتی ہے- از روے محاسات حاکیہ اور از روے اختراع مخترعہ کہتے ہین-

اور ان سب کے بعد چاہیئے کہ یہ امور مولفہ اور مرکبہ اور مترتبہ عرض کیے جائین ایک اور قوت پر تاکہ وہ حکم کرے اون پر از روے صدق و کذب و ضرورت و امکان- اور اسکو قوت حاکمہ اور عاقلہ اور مدبرہ کہتے ہین-

قوت مستحضرہ کو شاعری سے زیادہ تر تعلق ہے لہذا ہم اوسے کسی قدر وضاحت کے ساتھہ بیان کیے دیتے ہین-

قوت مستحضرہ سے وہ قوت ذہنی مراد ہے جو کہ اون تصورات کو حاضر رکھے مدرکہ لذا تہا یا قوت لاحظہ یعنے توجہ کے سامنے جن تصورات کو مسترجعہ نے یاد دلایا ہے تاکہ متفرقہ اونمین تصرف کرے-

اگرچہ استحضار اور استرجاع دونون متلازم ہین، لیکن وہ ایک ہی نہین ہین- بعض شخصون مین اس قوت کا ظہور زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین اوس قوت کا اکثر شاعرون کی یاد اچھی نہین ہوتی مگر شعر خوب کہتے ہین- استرجاع کو حقیقی واقعات اور حوادث سے جو عالم مین ہوتے رہتے ہین زیادہ تر تعلق ہے- استرجاع کا مثلاً یہ

کام ہے کہ جب وہ زید کی صورت کو یاد کرے یا اوسے یاد آئے تو گویا وہ زید کی ذات کو یاد کرے یا اوسے یاد آئے۔ اور استحضار کو زید کی ذات سے کوئی بحث نہین صرف ایک صورت اچھی یا بُری اوسکے سامنے ہوتی ہے زید کی ہو یا عمر کی۔ اس وجہ سے بعض اسکو مخترعہ بھی کہتے ہین۔ لیکن اختراع ہمارے نزدیک کوئی فعل بسیط اس قوت کا نہین ہے بلکہ اوس مین ارادہ اور قوت متصرفہ کو دخل ہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کسی حاسہ ظاہری کے کسی حصہ آلہ مین فتور لاحق ہو تو وہ صور محسوسہ جنکا تعلق اوس حاسہ سے ہے پھر مستحضر نہین ہوتے مثلاً اگر کسی شخص کے اعصاب بصر او ثلمیہ کو نقصان پہونچے تو تصور محسوسات بصر یعنے مبصرات کا اور حفظ اور استحضار اون کا سب جاتا رہے گا۔ نہ وہ ایسی چیزون کی تخیل کرسکتا ہے نہ خواب مین دیکھہ سکتا ہے۔ اور صرف خارجی حصہ اس آلہ کا اگر خراب ہوجائے تو ایسا نہین ہوتا۔ اس صورت الوان اور اشکال کا تخیل اوسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ پہلے ہوتا تھا۔

اسی قسم کے امور بہرون کی نسبت بھی مشاہدہ کیے گئے ہین۔ ان امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک حاسۂ ظاہری کے مقابل مین ایک حاسۂ اندرونی اس قوت مستحضرہ کے استعمال کے لیے موجود ہے۔

یہ امر تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امور مثل مبصرات اور ملموسات وغیرہ کے ہمکو ایک ملا مادی یعنے عالم طویل وعریض وعمیق مین محسوس ہوتے ہین اوسی طرح اونکے صور مخیلہ بھی ایک ملا مخیل مین ہمکو معلوم ہوتے ہین اور یہ ملا مخیل داخلی ملا مادی خارجی کے مثل ذو ابعاد ثلاثہ ہے۔

اور یہ بعد مخیل اوس بعد خارجی سے جس کا یہ نقشہ ہے علیحدہ معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح ملا مادی مین وسیع میدان اور بلند پہاڑ اور ناپیدا کنار دریا اور گھنے جھنڈ اور عظیم الشان درخت اور اونچے ٹیلے اور ہر طرح نشیب فراز روشنی اور تاریکی موجود ہے۔ اوسی طرح بعد مخیل مین اونکے ویسے ہی نقشے کھچے ہوئے ہین۔ جب انسان کو حاسات ظاہری سے فراغت ہوتی ہے اور عالم خیال کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس عالم کی صورتین قریب قریب مطابق اس عالم

سکے پاتا ہے اور جہان تک اس عالم سے دور ہوتا جاتا ہے اوس عالم سے ملتا جاتا ہے یہان تک کہ خواب مین جب حاسات ظاہری تقریباً معطل ہوجاتے ہین تو یہ عالم مخیل بالکل واقعی معلوم ہوتا ہے۔ غالب۔

ہے آدمی بجاے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہین خلوت ہی کیون نہو

یہ قوت کبھی متفرقہ کی متابعت مین اپنا فعل کرتی ہے اور کبھی مسترجعہ کی متابعت مین اور کبھی ان دونون کے توسط مین۔ اس طرح تین نظام استحضار کے پیدا ہوتے ہین استحضار بہ نظام فطری۔ استحضار بہ نظام فکری۔ استحضار بہ نظام شعری۔

پہلا نظام وہ ہے کہ جس طرح ارتسام صورتون کا فنطاسیہ مین ہوا ہے اور جو کچھہ امور انفعالی اوسا ور اکی اون سے پیدا ہوئے ہین اون کا استحضار اوس ترتیب سے ہو۔

یہ نظام مورخ اور واقعات نویس کے لیے بہت مفید ہے۔

اور دوسرا وہ ہے کہ تصور اون کا بلحاظ اصناف و انواع اور تخصیص اور تعمیم کے ہو اور یہ دو طرح ہے تحلیلی جبکہ اشخاص منتشرہ سے ابتدا کر کے تصور نوعی یا جنسی کی طرف جائین نہ کبھی اس کے برعکس یعنے تصورات عامہ سے شروع کر کے اشخاص کی طرف آئین۔ اور یہ نظام علوم کے لیے مفید ہے۔

اور تیسرا نظام یہ ہے کہ امور مشخصہ او رمعینہ مین اس طرح ترتیب و اجماع کرین کہ گو واقع مین ویسا نہ ہو۔ مگر واقع مین اوس کا ہونا محال نہ معلوم ہوتا ہو تاکہ اوس سے انفعالات مطلوبہ پیدا ہون۔

اور یہ شاعر اور خطیب اور مصور کے لیے بہت مفید ہے۔

قوت مستخفرہ داخلی جسکو شیخ نے وہم سے تعبیر کیا ہے وہ ہے جو کہ رنگ کو رنگین سے اور طول کو طویل سے اور عداوت کو عدو سے اور محبت کو محب سے شناخت کرتی ہے۔ کبھی ان امور مجردہ کا وجود خارج مین تسلیم کر کے اونمین تصرف کرتی ہے اور یہ قوت (وہم) کبھی اپنا فعل بہ متابعت قوت عقل کے کرتی ہے

اور کبھی ایسا نہین کرتی بلکہ اُمور منفردہ اور مجردہ اور محسوسات مین تناسب تجویز کرتی ہے اور اونکو خلط ملط کر دیتی ہے - اور یہ مضر ہے فلسفہ کے لیے اور مفید ہے سوفسطہ کے لیے - اور ایک خاص حد تک بکار آمد ہے شعرا کے لیے -

اگر یہ قوت شعر مین ایک معقول طریقہ سے کام مین لائی جائے تو اس سے اعلے درجہ کے انفعالات وجدانی اور ذوقی جنکا ہمارے اعمال اور اخلاق پر بہت کچھہ اثر ہے - پیدا کر سکتی ہے - لیکن اس کا معقول طریقہ سے استعمال کرنا ایک عام دماغ کے آدمی کا کام نہین ہے - لہذا وہ شعرا جنکی قوت تحریدکا انکشاف اچھی طرح نہین ہوا ہے - اکثر اسکو بُری طرح سے استعمال کرتے ہین اور اس سے وہ اثر شاعری مین پیدا ہوتا ہے جسکو محض تصنع یا بیجا مبالغہ کہتے ہین -

لیکن افسوس - اس قسم کے شاعر اور ایسی شاعری ہمارے ملک ہندوستان مین زیادہ تر رائج ہے اور اس سے بہت نقصان ملک کے نظام خلقی کو پہونچ رہا ہے -

چونکہ شاعری کی غایت لذت ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایک علیحدہ نصاب اس مطلب کے لیے زیادہ کرین -

جب ہمکو کسی شے خارجی کا احساس ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت لذت یا الم کی پیدا ہوتی ہے اور یہ لذت اور الم اوس شے خارجی کے طلب کرنے یا دفع کرنے کا اقتضا کرتی ہے -

ہر ایک احساس کے لیے چار چیزون کا ہونا ضروری ہے - حاس - محسوس احساس - حس -

ہر فعل کے لیے دو وقت ہین قبل اور بعد - اس مین شک نہین کہ حاس قبل احساس اور بعد احساس مختلف ہے باعتبار کیفیت یعنے حاس قبل احساس تو فاعل ہے اور بعد احساس منفعل اسلیئے کہ محسوس مین کوئی اثر حسی پیدا ہوتا پس ہر ایک احساس سے ایک انفعال پیدا ہوتا ہے جسکو حس کہتے ہین -

باقی آئندہ -

فہرست اسمائے شعرائے نامی گرامی مع تخلص بحساب حروف تہجی

تخلص	نام
آرزو	جناب سید انور حسین صاحب شاگرد جناب جلال لکھنوی
احسن	جناب محمد حسن خان صاحب لکھنوی
اسلام	جناب شیخ اسلام علی صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
بتیاب	جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب جاوید لکھنوی
ثروت	جناب نواب احمد علی خان عرف نتھن صاحب لکھنوی
جویا	جناب نواب مہدی علیخانصاحب شاگرد و برادر جناب ثروت لکھنوی
حبیب	جناب سید شریف حسن صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
حسن	جناب حاجی سید احمد حسن صاحب لکھنوی
شائق	جناب نواب باقر علیخانصاحب نبیرہ جناب نواب اقتدار الدولہ بہادر مرحوم و شاگرد جناب شائق لکھنوی
شفیق	جناب سید نظیر حسین عرف علی نوابصاحب نبیرہ جناب میر انیس صاحب مرحوم و شاگرد جناب جاوید
صابر	جناب علی احمد صاحب نائب مددگار مہتمم کچہری بند و بست از ورنگل۔
صفی	جناب مولانا سید علی نقی صاحب سر رشتہ دار عدالت خفیفہ لکھنؤ
کلیم	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب لکھنوی
محب	جناب سید محب حسین صاحب الہ آبادی
مسکین	جناب منشی کنجبہاری لال صاحب سدہوروی از مقام صفدر گنج
محشر	جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی
ملک	جناب نواب نوازش علی خان عرف نواب مرزا صاحب شاگرد جناب رشید لکھنوی
نامعلوم	جناب نامعلوم صاحب
ہنر	جناب بابو دیوکی نندن لالصاحب الہ آبادی
ابر	خاکسار سید علی محسن خان مہتمم رسالہ ہذا

نمبر ۶

بابتہ ماہ جون سنہ ۱۹ء

مصرع طرح

مطلعہائے ذیل بترتیب قوافی بحساب حروف تہجی و باستثنائے تقابل

ہین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین

آخر۔ حاضر۔ خاطر۔ ساحر۔ صابر۔ ظاہر۔ قاصر۔ کافر۔ مسافر۔

آرزو	بتون سے دلکو لگا کر خدا پہ شاکر ہین	غرض اب آدھے مسلمان آدھے کافر ہین
اسلام	عتاب انپہ نہین دیر سے جو حاضر ہین	ہین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
شفیق	خیال حشر نہین گو خدا سے ماہر ہین	بتون سے دلکو لگایا ہے ہمنے کافر ہین
محب	ابھی سے دیکھنے والون پہ بار خاطر ہین	جو آئنہ مین ہین جوہر وہ سب پہ ظاہر ہین
محشر	نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہین	خفا نہ ہو جو گلی مین تمہاری حاضر ہین
ہنر	تجھے جو قاتل سفاک بار خاطر ہین	تو ہم بھی سر کے کٹانے کو آج حاضر ہین

مطلعہائے ذیل بترتیب قوافی بحساب حروف تہجی و تبقابل قافیہ آخر

احسن	فراق یار مین آثار مرگ ظاہر ہین	لبون پہ دم ہے دم جانکنی ہے آخر ہین
بیتاب	چراغ صبح کی صورت سے حزن ظاہر ہین	تمام رات ادہر ہے ادھر ہم آخر ہین
ثروت	عیان ہے چشم کی گردش سے ہم مسافر ہین	بتاتی ہے حرکت نبض کی اب آخر ہین
جویا	وہ جانے والے ہین آثار مرگ ظاہر ہین	سحر قریب ہے دم بھر مین ہم بھی آخر ہین
حبیب	حبیب نزع کا وقت آگیا مسافر ہین	تمام ہم بھی ہین اور رنج و غم بھی آخر ہین

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
حسن	چھپے ہوئے تری الفت کے راز ظاہر ہین	غم فراق کے نالے جو وقت آخر ہین
شائق	زبان بند ہے کیا پوچھتے ہو قاصر ہین	بتائین کیا کہ جو ارمان وقت آخر ہین
صابر	ستم اوٹھائین کہان تک اگرچہ صابر ہین	خطا معاف کہ انسان ہم بہی آخر ہین
صفی	یہ شعر درد شراب سخن لطف ظاہر ہین	مگر پسند حریفان دور آخر ہین
کلیم	فراق یار کے صدمہ جو ہین وہ ظاہر ہین	کہ ابتداے جوانی ہی مین ہم آخر ہین
ملک	عجیب حال مین ہم بیکس و مسافر ہین	جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے یہ تو آخر ہین
ابر	بیان درد ہو پورا کہان سے قاصر ہین	زبان رکتی ہے اب ہر نفس ہم آخر ہین

آخر

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
آرزو	برے ہین طور خدا ہی کرے بخیر مآل	شروع عشق ہے اور ہم ابھی سے آخر ہین
شفیق	ہماری سوزش دل نے بنا دیا ہمین شمع	جب آنکھ مین نہین آنسو تو ہم بہی آخر ہین
محب	نہ دیکھین ہاے کہ ہوتی ہین لذتین کیا کیا	ابہی تو درد اوٹھا اور ابھی ہم آخر ہین
محشر	بقا ہے ہمکو زمانے مین صورت شب وصل	ذرا جھپک کے کھلی آنکھ اور آخر ہین
نامعلوم	کچھ اون سے حال بہی کہنے نہ پائے جلدی مین	ابھی تو درد اوٹھا اور ابہی ہم آخر ہین
ہنر	ادہر گئے وہ ادہر روح جسم سے نکلی	شب وصال ہے آخر تو ہم بہی آخر ہین

حاضر

شاعر	مصرع اول	مصرع ثانی
آرزو	لگی جو دل کی بجھانے کا قصد کرتا ہون	تو اشک کہتے ہین آنکھون سے ہم بہی حاضر ہین
احسن	ازل سے آئے ہین مرنے کو انکی الفت مین	بجان و دل سر دربار یار حاضر ہین
اسلام	وہ آج سیر کو آئے ہوئے ہین گلشن مین	مثال سرو غلامی مین ہم بہی حاضر ہین
بیتاب	انہین کے شوق مین ہم نے کیے ہزار گناہ	سزائین دیجیئے ہم ہر طرح سے حاضر ہین
ثروت	جمال پاک دکہا ان کی نذر سے ظالم	کہ دل لیے ترے مشتاق دید حاضر ہین
جویا	لگاؤ وار کوئی جلد اوٹھا کے تیغ جفا	لیے ہتھیلی پہ ہم اپنے سر کو حاضر ہین

حسن	کرینگے عرض یہ عشاق جاکے محشر مین	کہ جتنے طالب دیدار ہین وہ حاضر ہین
شائق	بنا جو تو دادہ تیر نگاہ قاتل کا	کہا یہ دل سے جگر نے کہ ہم بھی حاضر ہین
شفیق	شفیق تھا خبر مرگ مین اثر یہ کیا	بہت سے دوست تھے بے بلائی حاضر ہین
صابر	جنون و وحشت و رسوائی و پریشانی	ملازم عشق کے خدمت مین میری حاضر ہین
صفی	ہمین کسی نے جو محفل مین انسے پوچھا بھی	جواب ہنس کے دیا آج غیر حاضر ہین
کلیم	خوشی تو یہ تھی کہ دنیا سے ہم چلے جاتے	نہین حضور کی مرضی تو خیر حاضر ہین
محب	ستانے سے دل مضطر کے رکتے ہین عشاق	مگر زبان سے یہی کہتے ہین کہ حاضر ہین
ملک	ہر ایک بار یہ کہتے ہین بڑھکے قاتل سے	دل و جگر لیے مقتل مین ہم بھی حاضر ہین
ابر	ستم وہ سکیے ہین اونسے کہ کوئی کہہ نہ سکے	ہم امتحان محبت کو دل سے حاضر ہین

خاطر

آرزو	ملاکے آنکھ یہ ساقی نے کس سے توڑا عہد	کہ جام روتے ہین شیشے شکستہ خاطر ہین
احسن	جہان مین اور حسینون پہ کیون نثار کرون	دل و جگر تو مری جان تمہاری خاطر ہین
بیتاب	صدا یہ گور غریبان سے آتی ہے پیہم	مزار بنگئے تری ٹھوکرون کی خاطر ہین
ثروت	ہین جان نثار جو باقی وہ ہین تنگدل	جو مٹ کے خاک ہوئے وہ غبار خاطر ہین
جویا	قریب شمع تو رہتے ہین جمع پروانے	مگر حضور کو عشاق بار خاطر ہین
حبیب	صبا بہار کا کیون اہتمام باغ مین ہے	یہ کون آئے گا سامان کسکی خاطر ہین
حسن	قریب ہوکے رہے دور دل سے بے نصیب	ہمین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
شائق	دراز ہونے کی جن زلفون کی تھی امیدین	وہی حضور کو اب ناگوار خاطر ہین
صابر	ہین جمع غیر مخاطب ہین سب سے آپ مگر	ہمین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
صفی	برنگ شیشۂ شکستہ بزم ساقی مین	ضعیف ہوکے لگا ہون مین بار خاطر ہین
کلیم	اگر نہین ہے زمانہ مین ناتوان کوئی	تم انکے دل مین رہو خود جو بار خاطر ہین
محب	کسی کو تیر لگاؤ نشانہ ہون گے ہمین	کسی پہ ظلم کرو سب ہماری خاطر ہین

محشر	یہ ڈر ہے غیر نہ سن لین کہ انکو ہوگی خوشی	کسی سے کہہ نہین سکتے شکستہ خاطر ہین
مسکین	رقیب بیٹھے ہین انکو نہین ہٹاتے ہو	ہمین اک آپ کی محفل مین بار خاطر ہین
ملک	عدو سے کہتے نہین ہمسے کہتے ہو منہ چھپاؤ	ہم ایسے طبع مبارک پہ بار خاطر ہین
ابر	ہم اپنے دوست سے بد رو لیے کہ مسکین کیا حال	امید ٹوٹ گئی ہے شکستہ خاطر ہین

ساحر

آرزو	بلا سے جان ہین مگر دلفریبیان ان کی	حسین اگرچہ نہ معجز نما نہ ساحر ہین
احسن	زمانہ ہے لب و چشمان یار کا قائل	مگر یہ صاحب اعجاز ہین نہ ساحر ہین
اسلام	نظر ملاتے ہی دل لے لیا نہ دیر ہوئی	یقین ہوگیا مجھکو حضور ساحر ہین
ثروت	کلام کرتے ہی تسخیر کر لیا دل کو	بس آج کھل گیا مجھپر کہ آپ ساحر ہین
جویا	کہو نہ اب کہ فسونسازیان نہین آتین	تمہاری آنکھون کا ہے قول تمھو ساحر ہین
حبیب	نگاہ سحر سے دیکھا جسے ہوا تابع	تمہاری مردم دیدہ غضب کی ساحر ہین
حسن	جنھین کہ چشم فسونگر سے تمنے دیکھا ہے	وہ سامری کی طرح سب جہان مین ساحر ہین
شائق	وہ لب ہلائین تو چونکون نہ خواب رگ سے کیون	کہ جنکا جاگتا جادو ہے یہ وہ ساحر ہین
صابر	عجب فسون ہے حسینونکے حسن کا چرچا	نہ سحر ہے کوئی ایسا کہین نہ ساحر ہین
صفی	ادا سے کرتے ہین تسخیر دل خدا کی شان	یہ بت نہ صاحب اعجاز ہین نہ ساحر ہین
کلیم	ہے دیدہ ہائے فسونساز سے ترے محو خوف	خدا بچائے برابر کے دونون ساحر ہین
محشر	لڑی نگہ سے نگہ اور حواس ہو گئے گم	جہان بھر مین ہین جتنے حسین ساحر ہین
مسکین	بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین جادو	اسی سے کہتے ہین سب آپکو کہ ساحر ہین
ملک	ہزارون جان سے مارے اونھونے بن تلوار	جہان مین موت ہے بیکار ایسے ساحر ہین
نامعلوم	مسخر ایک نگہ سے کیا زمانے کو	یہ دونون آنکھین تمہاری غضب کی ساحر ہین
ابر	زمانہ بھر کے دلونپر انہین کا قبضہ ہے	حسین جتنے ہین سب اگلے وقت کے ساحر ہین

صابر

شاعر	مصرع اول	مصرع دوم
آرزو	اثر نہین ہے فغان مین تو چیخنے سے حصول	زبان سے اُف نہ کرینگے ہم ایسے صابر ہین
احسن	بہا کے اشک یہ کہتی ہے شمع شام فراق	کہ ضبط آہ کرینگے وہی جو صابر ہین
اسلام	خدا کے واسطے کر رحم اب تو او ظالم	کہ ناتون سے جفاؤن پہ تیری صابر ہین
ثروت	جگر مین چٹکیان لیتی ہین آپ کی باتین	جواب جو نہین دیتے تری وہ صابر ہین
جویا	وہ لاکھ جور جفا سے دکھائین دل جویا	زبان سے اُف نہ کرینگے کبھی وہ صابر ہین
حبیب	گلہ تو ظلم کا کیا منہ سے اُف نہین کرتے	تمہارے عاشق صادق غضب کے صابر ہین
شائق	شب وصال مین کیا عجب حسن مانتا ہین	حضور آرزو ئین میرے دل کی صابر ہین
صابر	ہزار ظلم جو تمنے کیے تو شکر کیا	تمہین بتاؤ کہ کس درجہ ہم بھی صابر ہین
صفی	وہ کس ادا سے یہ کہتے ہین سُنکے شکوہ ظلم	زبان سے اُف نہین کرتے جو لوگ صابر ہین
کلیم	تم اپنے شہر سے عشاق کو نکلوا دو	کہین نہ صبر پڑے انتہا کے صابر ہین
محب	گلہ کرینگے نہ ہرگز ہزار ظلم کرو	تمہارے عاشق صادق جو ہین وہ صابر ہین
محشر	وہ نہین کے دل سے کوئی پوچھے لذت غم ہجر	انہین کا عشق کوئی شے ہے جو کہ صابر ہین
مسکین	ہزار ظلم کرو ہمپہ اور لاکھ ستم	زبان سے اُف نہ کرینگے ہم ایسے صابر ہین
ملک	ہزارون داغ ہین دل مین پر اُف نہین کرتے	بتاؤ غیر ہماری طرح سے صابر ہین
ہنر	جہان تلک ہو تو جور و ستم کرو ہمپہ	ہر ایک ظلم پہ شاکر ہین اور صابر ہین
ابر	کچھ اس طرح سے ہر اک درد ہمنے ضبط کیا	اب اپنے نام پہ الزام ہے کہ صابر ہین

ظاہر

شاعر	مصرع اول	مصرع دوم
آرزو	فرو دل کے تعلق نے راہ کی پیدا	کہ جتنے راز چھپائے سب اُنپہ ظاہر ہین
احسن	روان ہین آنکھون سے آنسو لبون پہ آہ و فغان	چھپاؤن کسطرح آثار عشق ظاہر ہین
اسلام	لگائے ہین دل زخمی پہ تم نے تیر نگاہ	کہ زخم پر مرے زخم اور آج ظاہر ہین
بیتاب	تم اپنی زلف پریشان کو دیکھ لو مری جان	اوسی سے میری پریشانیان بھی ظاہر ہین
ثروت	بل ابرو ونکے یہ کہتے ہین قتل ہونگا مین	ارادے آپ کے ترچھی نگہ سے ظاہر ہین

جویا	کرینگے ایک کے دو ہوکے مین ایک کا نہ گلہ	کہ تیر سے جور جفائین فلک کی ظاہر ہین
حبیب	کہو نہین خواہشین کیا اس دل پر ارمان کی	حضور غور سے دیکھین تو صاف ظاہر ہین
حسن	نہیں ہے نالہ دل تیرا نام لیتا ہون	یہ وہ صدا ہے کہ سب راز عشق ظاہر ہین
شائق	حیا سے شوخیان گو تو کرے نہ شام وصال	چھپین گی کیا کہ تری چتونون سے ظاہر ہین
شفیق	لگائے تیر تو کچھ پہ رحم کچھ عتاب کے ساتھ	بہت نہان ہین جگر مین بہت سے ظاہر ہین
صفی	بشکل آئینہ آب صاف طینت ہون	کدورتین ہین جو باطن مین کسی ظاہر ہین
کلیم	ہمارے دلمین ہین ہے اگر حجاب اون کو	یہ کیسی شرم ہے وہ ہر جگہ یہ ظاہر ہین
محشر	کوئی چھپے گا کہان تک ادا شناسون سے	نگاہ شوخ سے سب دلکی باتین ظاہر ہین
مسکین	خدا جو حشر مین بخشے ہمین زہے رحمت	ہمارے ورنہ جو اعمال ہین وہ ظاہر ہین
ملک	دل و جگر بھی لیے اور جان بھی لے لی	جو ظلم آپ نے مجھپر کیے وہ ظاہر ہین
ہنر	ہوئے نہ کوئی بھی اقرار آجتک پورے	آپکی وعدہ خلافی کے حال ظاہر ہین
ابر	یہ کسکی سادگی اپنی صفائے قلب بنی	کہ جتنے راز ہین دلمین سبھو نپہ ظاہر ہین

قاصر

احسن	مری زبان نہین قابل قصور وار فقط	دہان زخم بھی تیری صفت مین قاصر ہین
ثروت	مدد کا وقت ہے اے شوق کوچۂ جانان	کہ اب ہمارے قدم رہروی سے قاصر ہین
حبیب	ہر اک کی مدح جہانمین ہر ایک کرتا ہے	تمہارے وصف مین سبکی زبانین قاصر ہین
شائق	وہ بجز ماتم عاشق ترا نزاکت سے	اوٹھا کے ہاتھ یہ کہنا کہ ہمتو قاصر ہین
صفی	خطا معاف کبھی اپنے دل سے پوچھیے گا	ادا سے حق محبت مین کتنے قاصر ہین
کلیم	تمہارے مجرم الفت ازل سے بیخود ہین	قصور وار نہین ہین جو ایسے قاصر ہین
مجیب	غلط ہے کہتے ہین شاعر جو چشمۂ حیوان	تمہارے وصف دہن مین بیانین قاصر ہین
محشر	نہین ہی عذر نزاکت یہان شکایت ضعیف	غرضکہ ملنے سے قسمت کے ہاتھون قاصر ہین
مسکین	کسی سے تلخکلامی کے کیون کلام سنین	جواب دینے سے مجبور ہین نہ قاصر ہین

ملک	تمہاری مدح لکھین کس طرح کہ ہاتھ ہین شل	تمہارے وصف مین ایجان زبانین قاصر ہین
ہنر	نہ وہم جاتا ہے وہان تک نہ ذہن جاتا ہے	تمہارے وصف مین دونون کے دونون قاصر ہین
ابر	شب وصال نہ اتنا ہجوم شوق بہی ہو	ہم اپنی عرض تمنا مین آپ قاصر ہین

کافر

احسن	بتون کا عشق ہے اے دل تو یاد حق بہی رہے	خداپرست جو بندے نہین وہ کافر ہین
اسلام	ہمین تو مصحف رخ کی دلا محبت ہے	قرآن کے نہین قائل جو لوگ کافر ہین
ثروت	وہ رحم کہاتے ہین انکو ترس نہین آتا	غرضکہ خود تو مسلمان ادائین کافر ہین
چہیا	خدا کے بندے ہین لیکن تمہارے عشق مین	تو تباؤ مسلمان ہین ہم کہ کافر ہین
حبیب	نکالی ہمنے رضامندی بتانکی یہ فکر	قسم خدا کی کہین اوس سے ہم بہی کافر ہین
شائق	بتون کو کہتا ہے کیون اسقدر برا زاہد	جو متون رہے کعبہ مین یہ وہ کافر ہین
صفی	بتونکے کعبہ ابرو سے منحرف ہین جو لوگ	خدا گواہ وہ مومن نہین ہین کافر ہین
کلیم	کلیم آؤ زیارت بتونکی بہی کرلین	خدا کے انمین ہین جلوے اگرچہ کافر ہین
محب	یہ کہنا فرض ہے کچہہ مذہب محبت مین	جو انکے حسن کے قائل نہین وہ کافر ہین
محشر	قسم نہ مانیے گا انسے جب کیا شکوا	دیا جواب یہ جہنجہلا کے ہم تو کافر ہین
مسکین	کوئی جو پوچھے ترے خط و خال کا مذہب	ضرور ہم بہی کہدین کہ دونون کافر ہین
ملک	بتون کا عشق کرو ترک اے ملک جلدی	کہ جنکو خوف خدا کا نہین وہ کافر ہین
ابر	جفائین کیجیے ہم بہی ہین بات کے پورے	زبان پہ حرف شکایت جو لائین کافر ہین

مسافر

آرزو	ادہر چلینگے زخود رفتگی جدہر لیجائے	خبر نہین جنہے منزل کی وہ مسافر ہین
احسن	کسیکا بہی نہین تا حشر یان مقام احسن	سرائے دہر مین جو لوگ ہین مسافر ہین
اسلام	زمین قبر جگہہ چاہتے ہین تہوڑی سی	تہکے ہین راہ کے بیمار ہین مسافر ہین

بقیاب	چلے ہین نزع مین گہبرکے پاس سے وہ کہان	نہ موڑین آنکھہ گہڑی بہرکے ہم مسافر ہین
ثروت	ہمین ستاتے ہین کیون خار ہای دشت جنون	یہ کہدے کوئی غریب الوطن مسافر ہین
جویا	وہ دن کو سنتے نہین اسلیئے مرا قصہ	کہ بہول جائین نہ وہ راہ جو مسافر ہین
حبیب	وبال دوش صبا ہی غبار کیسا سکون	بہ رنگ بوے گل تیرے سدا مسافر ہین
حسن	سرائے دل کو حسن عشق نے کیا ویران	مقیم اپنے جو ارمان تھے اب مسافر ہین
شائق	اجل سے کہتی ہین یہ پتلیان دم نزع	لگا دے راہ سے گردش مین دو مسافر ہین
شفیق	ہمارے اشک شب ہجر مین نہین رکتے	ٹھہر ہی جاتے ہین منزل پہ جو مسافر ہین
صابر	سوار مرکب انفاس دم نہین لیتے	یہ رہروان عدم بہی عجب مسافر ہین
صفی	ملال فرقت ہمراہیان صفی تاچند	سرائے دہر مین جتنے ہین سب مسافر ہین
کلیم	تلاش کوچہ جانان کی جنکو رہتی ہے	غریب ملک عدم کے وہی مسافر ہین
محب	حباب وار بہروسہ نہین ہے زیست کا کچہہ	کہ تہوڑی دیر کے دنیا مین ہم مسافر ہین
محشر	یہ قول ہے ترے کوچے مین مرنیوالونکا	چلے ہین خلد کو اور خلد کے مسافر ہین
مسکین	کسی کو نام و نشان کیا بتائیے مسکین	سرائے دہر مین ہم تہوڑے دن مسافر ہین
ملک	دل و جگر لیے جاتے ہین نزع کے ہنگام	غضب تو یہ ہے سمجھتے نہین مسافر ہین
ابر	سمجہہ مین جب سے کہ آیا زمین کا پہرنا	ہم اپنی گوشہ نشینی مین بہی مسافر ہین

نوٹ

یہ غزلین بوجہ وقت گزر جانے کے نہ چھپ سکی تہین پہر طرح اپریل کے دونون نمبرون کے ساتہہ بھی ان کے چھپنے کی گنجایش نہو سکی۔ چونکہ جن حضرات کا یہ کلام ہے اون کو بہت کچہہ شکایت تھی اپنی غزلین نہ چھپنے کی بابت۔ لہذا یہ غزلین تو اس مرتبہ شایع کی جاتی ہین۔ مگر آیندہ سے جو غزلین دفتر مین وقت کے اندر نہ موصول ہونگی اونکے شائع کرنے کے ہم ہرگز ذمہ دار نہین۔

— منیجر —

بقیہ طرح مارچ سنہ ۱۹ء

فہرست اسماے شعرا بحساب حروف تہجی

حبیب	جناب سید شریف حسن صاحب شاگرد جناب رشید لکہنوی
شفیق	جناب علی نواب صاحب شاگرد جناب جاوید لکہنوی
ملک	جناب نواب نوازش علی خان عرف نواب مرزا صاحب شاگرد جناب رشید لکہنوی

مطلعہاے ذیل بحساب حروف تہجی و باستثناے تقابل

حبیب	ہماری خواہش دل اُنکے روبرو کیا ہے	وہ پوچھتے ہی نہین ہمسے آرزو کیا ہے
شفیق	اداؤ ناز نہو گر تو خوبرو کیا ہے	ہنسا نہ دے تو وہ انداز گفتگو کیا ہے
ملک	نہ پوچھیے کہ شب و روز جستجو کیا ہے	سواے وصل ہمین اور آرزو کیا ہے

آرزو

شفیق	کسیکے ہجر مین مرکر ہزار بار جیئے	کسی نے یہ بہی نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے

بُو

حبیب	تمہاری زلف سے کیا دیجئیے اُنہین نسبت	کہ مشک و عنبر سارا مین رنگ بو کیا ہے
ملک	شراب وصل ہے اتنا بہی مین نہین واقف	کہ اسکا ذائقہ کیسا ہے رنگ و بو کیا ہے

تو

حبیب	وہ ماہتاب سے اکثر بگڑکے کہتے ہین	ادہر تو دیکہہ کہ مین کیا ہون اور تو کیا ہے
ملک	بس اب زیادہ نہ در پے ہو اے غم فرقت	مجہے تو موت سے بہی ڈر نہین ہے تو کیا ہے

جستجو

جلیب	وہ دلکو لیکے مرا سینہ چاک کرتے ہین	کوئی یہ پوچھے کہ اب تم کو جستجو کیا ہے
شفیق	عبث شباب کی حسرت دلِ ضعیف کو ہے	جو ملکے گم ہوا اوس شے کی جستجو کیا ہے
ملک	جو دلکو ڈہونڈہنے جاتا ہون اونکے کوچے مین	تو ہنسکے پوچھتے ہین تجھہ کو جستجو کیا ہے

خو

جلیب	تمہارے مست یہ پیکر شراب کہتے ہین	ہمارے سامنے شیخ فرشتہ خو کیا ہے
ملک	بتون سے رحم کا طالب ہے او دلِ نادان	سوائے ظلم و ستم اور اون کی خو کیا ہے

روبرو

جلیب	یہ شاعرون نے دیا رتبہ دیکے اوسکی مثال	وگرنہ سرو ترے قد کے روبرو کیا ہے

رفو

جلیب	جو شغل جامہ دری ہی جنون مین ہاتہونکو	تو فکر بخیہ گر و سوزن و رفو کیا ہے
شفیق	شفیق دست جنون سے کرونگا چاک اسے	لباس جسم کو پھر حاجتِ رفو کیا ہے
ملک	مین جبکہ طالبِ صحت نہین ہون اے جراح	تو زخم دلکو مرے حاجتِ رفو کیا ہے

عدو

جلیب	بھر سا کیجیے کسی امید کس سے رہے	جو دوست اپنا عدو ہو تو پھر عدو کیا ہے
ملک	ملک وفا کی او نہین قدر ہو نہین سکتی	جنھین خیال نہین دوست کیا عدو کیا ہے

گفتگو

حبیب	سوال وصل پہ تیرے ہوگا بیان ایجان	یہ طور کیسا نکالا یہ گفت گو کیا ہے
ملک	دل وجگر مین کئی دن سے ہوتی ہین باتین	مگر ہمین نہین معلوم گفت گو کیا ہے

گلو

حبیب	خیال آبروے جانان مین کیون نہ عمر کٹے	کہ تیغ تیز کے آگے رگ گلو کیا ہے
ملک	مین شوق قتل مین ظالم کو یہ سناؤنگا	جو آبدار ہو خنجر تو پہر گلو کیا ہے

لہو

حبیب	حبیب اس لب لعلین یار کے آگے	عقیق ولعل ہے کیا اور ہرا لہو کیا ہے
شفیق	زبان خار ہے کیون اسکے خونکی پیاسی	ہمارے آبلہ پا مین بہی لہو کیا ہے
ملک	تمہاری تیغ کے صدقے مین بڑہگئی عزت	نہین تو سر مرا کیا چیز ہے لہو کیا ہے

یہ چہ پہونچتے ہی غزلین صاف وخوش خط کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھی ہوئی بہت جلد دفتر مین آنا چاہئین۔

طرح بابتہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

دل کے آئنہ مین رہنا چاہیئے تصویر غم

تاثیر[۱]۔ تحریر[۲]۔ تدبیر[۳]۔ تصویر[۴]۔ تعزیر[۵]۔ تقدیر[۶]۔ تقریر[۷]۔ توقیر[۸]۔ تیر[۹] زنجیر[۱۰] شمشیر[۱۱]

طرح بابتہ ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

غالب۔ آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن مین نہین

آہن[۱]۔ تن[۲]۔ چتون[۳]۔ دامن[۴]۔ روزن[۵]۔ شیون[۶]۔ گردن[۷]۔ گلشن[۸]۔ مدفن[۹]۔

طرح بابتہ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

مومن۔ مرتا ہون ابہی گر ملے مدفن کو زمین یہ

پردہ نشین[۱]۔ جبین[۲]۔ حزین[۳]۔ زمین[۴]۔ کمین[۵]۔ نگین[۶]۔ نہین[۷]۔ مکین[۸]۔ یقین[۹]۔

طرح بابتہ ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء

میر - تیرے مقابلے کو کس منہ سے آہ نکلے

آہ[1] - تباہ[2] - خیرخواہ[3] - راہ[4] - سیاہ[5] - گناہ[6] - گواہ[7] - ماہ[8] - واہ[9]

طرح بابتہ ماہ نومبر ۱۹۱۰ء

غالب - حیران ہون دلکو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین

اثر[1] - بیدادگر[2] - جگر[3] - خبر[4] - ڈر[5] - رہگذر[6] - سحر[7] - شر[8] - کمر[9] - گھر[10] - نظر[11]

میٹھی چھری

ایک نہایت ہی دلچسپ اور معنی خیز ناول ہے - اس کے ایک ایک جملے مین سیکڑون فصاحتین - ایک ایک فقرے مین ہزارون بلاغتین کوٹ کوٹ کر بھری ہین - طرز بیان بہت ہی چست - زبان نہایت شستہ - پلاٹ نیچرل - آجکل کے طریقہ معاملات اور طرز معاشرت کا سچا آئینہ - انشا پردازی کی دلاویز کرشمہ سازی تجربہ کاری - حکیمانہ خیالات اور واقعات کا حیرت انگیز اور موثر مرقع - ممکن نہین کہ اس کو غور سے ملاخطہ فرمائیے اور بعد ختم قصہ کچھہ دیر تک ایک وسیع میدان غور و فکر کے واسطے پیش نظر نہ ہو - جس قدر سوچیے سمجھیے اوسی قدر لطف و دلچسپی مین ترقی ہوتی جاے - خوش قسمتی سے اسکے مصنف منشی محمد سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودھ پنچ و آزاد نے رسالہ معیار کے واسطے لکھا تھا اور اوسی کے ساتھہ شائع ہوا - پبلک کی قدردانی اور جوہر شناسی کی فرمائش سے چند جلدین علحدہ بھی تیار کی گئین - قیمت فیجلد ۱۲ ر مقرر ہے - شائقین جلد فرمائشین بھیجین ورنہ اندیشہ ہے طبع ثانی تک زحمت انتظار نہ اوٹھانی پڑے -

المشتہر

مہتمم معیار

ضروری التماس

ہم اپنے اون ناظرین کی خدمت مین بصد ادب دفتر کے اخراجات کی ضرورتون سے مجبور ہو کر اس یاد دہی کا اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہین کہ جنھون نے معیار کی دوسری جلد کے نمبر ۶ کی بھی سیر کی مگر ہنوز معاونت کارخانہ نہین فرمائی اوسے امید ہے کہ معیار کی قیمت واجب الادا جلد مرحمت فرما کر کارخانہ کو ممنون احسان فرمائین

الملتمس
منیجر

شکریہ

ہم اسماے ذیل کے اپنے معزز ناظرین کا بخلوص دل شکرادا کرتے ہین کہ ہماری یاد دہی پر توجہ فرما کر چندہ سالانہ سے دفتر کی معاونت فرمائی۔ منیجر

رسید زر

جناب بابو دیوکی نندن لال صاحب ہنر از لالی پور عما/

جناب حکیم جھبن صاحب علی الحساب عہ/ جناب میر ذاکر حسین صاحب منصف پنشن یافتہ از الہ آباد عما/

جناب سید سجاد حسین عرف نواب منا صاحب علی الحساب عہ/

جناب علی احمد صاحب مددگار مہتمم بندوبست از ورنگل عما/

جناب پروفیسر ہیا سنگہ اہلووالیہ بابتہ بقیہ اجرت اشتہار عہ/

جناب نواب محمد مہدی علیخانصاحب بابتہ ششماہی عہ/ جناب خواجہ معین الدین صاحب سلام از حیدرآباد عما/

جناب حافظ عبدالحکیم صاحب بابتہ ششماہی عہ/ جناب ننکو صاحب از ٹینہ عما/

جناب مولوی عبدالحی صاحب کورٹ آف وارڈس مددگار مہتمم بندوبست از ورنگل عما/

جناب منشی عبدالاحد صاحب تنقیح ساز محکمہ بندوبست از ورنگل عما/

جناب کنور عنایت سنگہ صاحب عنایت عما/

پاس سے چلی جاؤن گی۔کون ہر وقت اپنا کلیجہ جلائے۔
افتخار مُہو کھلائی کے سمجھانے سے اور رونے لگی مگر گھونٹ گھونٹ کے جب کچھ رقت تھمی تو کھلائی کی طرف مخاطب ہوئی۔

افتخار مُہو۔ ہاے دل کمبخت نہین مانتا نہین مانتا۔بس ادھر وہ گھر سے نکلے اور دم گھبرانے لگا۔کلیجہ مُنہ کو آنے لگا۔اونکی صورت آنکھون کے سامنے سے ہٹی اور۔ہاتھ پاؤن کے توتے اوڑ گئے۔جان بے چین ہوگئی۔دل دھڑکنے لگا۔کلیجہ ہاتھون اُچھلنے لگا۔آپ سے آپ وہم کہانے لگی۔جیسے خدا نہ کرے شیطان کے کان بہرے اُنکے بیری بدخواہ اب زندہ گھر پلٹ ہی کے نہ آئین گے۔کہتی بندی کسی طرح جیتی نہ بچے گی۔ارے بس یہی یقین سا ہوجاتا ہے کہ جیسے اُنکے دشمنون کو کسی نے زخمون سے چُور چُور کرڈالا ہے اور اس قدر زخم لگے ہین کہ تن بدن مین کوئی مقام ثابوت نہین چھوٹا۔ادہر یہ خیال بندہا اور میرے کلیجہ کا ورق اُلٹ گیا۔جب تک وہ گھر مین نہین آلیتے مین کسی کام کی نہین رہتی ہون بس ادہر ماشاءاللہ وہ گھر مین آئے اور مین بھلی چنگی ہوگئی۔تم ہی بتاؤ کھلائی کہ مین اس اپنے دل کا کیا علاج کرون۔اور اس اپنے وہم کو لیکر کدہر چلی جاؤن۔جو تم کہو وہ کرون۔

محبوبن۔بیوی۔ان باتون کو دل سے نکال ڈالو۔وہم کا یہی دستور ہے کہ بڑھائے سے بڑھتا ہے گھٹائے سے گھٹتا ہے۔ایسی باتون سے لوگ تم پر ہنسین گے۔جو سُنے گا وہ قلاق کرے گا اور تمہاری برابر والیان تو تمکو چٹکیون مین اوڑا ئین گی کہ لو صاحب" مان سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے۔"

ابھی محبوبن یہ مثل کہنے پائی تھی کہ سجاد حسین آگئے۔بیوی کی روئی ہوئی صورت دیکھکر محبوبن سے ذرا ڈانٹ کر مستفسر ہوئے۔

سجاد۔ کھلائی کیا ہے؟ یہ اس وقت رو ئین کیون؟

محبوبن۔(ڈر کے دبی آواز سے) میان کچھ نہین۔انہون نے کسی سے آپ سے دور آپ کی لڑائی بھڑائی اور لوگونکا دشمن ہوجانا شاید سُن لیا ہے۔دل تو ان کا خفقانی ہے ہی بس اب جب آپ گھر سے ہتھیار لیکے جاتے ہین ان کو بُرے ہی بُرے وہم آتے ہین اور کچھ ایسی بدحواس ہوجاتی ہین کہ دشمن اپنے آپ مین نہین رہتین بس اور کچھ نہین اسی پر مین سمجھا رہی تھی۔ان کو رونا آگیا۔

سجاد۔ یہ ان کی حماقت کا رونا ہے۔ عورتون کو سوائے اُمورخانہ داری یا بچے ہوں تو اون کی پرورش و پرداخت کے اور کوئی خیال ہی دل مین نہ لانا چاہیئے۔ سنو کہلائی ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہماری مان کے انتقال کو۔ ہم اُنکے اکلوتے بیٹے تھے اوراکثر اونکی زندگی مین خانہ جنگی کا بہی اتفاق ہوا۔ زخمی بہی ہوکر گھر مین آئے لیکن یہ حالت اونکی کبھی نہین ہوئی۔ ہان گہر سے جاتے وقت بازو پکڑکے دعائین دم کر دیتی تہین جلدی چلے آنے کی فرمائش بلکہ تاکید۔ اکثر یہ بہی ہوا ہے جب کبہی کسی سے کچہہ فساد ہوگیا اور ان کے کان تک خبر پہونچ گئی۔ یا یہ کہ اوس فساد اور لڑائی کے زمانہ مین وقت معمول سے آنے مین ذرا دیر ہوگئی تب وہ تسبیح لیکر دعائین پڑھا کرتی تہین۔ امام بارڑہ کھول کر ماتم کیا کرتی تہین۔ میری خبر کے واسطے آدمی پر آدمی دوڑاتی تہین۔ جب تک مین نہ آلیتا تہا اون کو چین نہ آتا تہا۔ یہ سب کچہہ تہا مگر اوسی وقت کہ جب کہین کسی سے کچہہ جہگڑا اور فساد ہوتا تہا۔ نہ یہ کہ ہر روز ایسا کرتین۔ اگر بلاوجہ ہر روز وہ ایسا ہی کرتین تو کاہیکو زندہ رہتین۔ یا اسی طرح ہر روز گہر کا شیطان بندہ تہا۔ جب ہم ہی آتے تب ہی کچہہ ہوتا۔ ورنہ یونہین انکی طرح ہاتہہ پر ہاتہہ رکہے بیٹھی رہتین۔ تو والدا اونہین زندہ ہی کاہیکو رکھتے خدا کی قسم جس دن اون کو یہ حال معلوم ہوجاتا وہ نہ سمجہاتے نہ بجہاتے بس مارہی تو ڈالتے اور مجہکو یہ خوف ان کی جانب بہی لگا ہوا ہے کہ جس دن اونہون نے یہ حال سُن لیا بس غضب ہی ہوجائے گا۔ اگرچہ وہ انکو مار تو نہ ڈالین گے مگر وہ وہ سڑی سڑی باتین سنائین گے کہ انکو اُن باتونکے سننے سے مرجانا بمراتب بہتر معلوم ہوگا۔

باب

افتخار بہو سجاد سے اپنی حالت کو اب کچہہ پہلے سے زیادہ چہپانے لگی۔ اگرچہ وہ حالت کسی طرح بہی نہ بدلی۔ ہزار کوششین سیکڑون تدبیرین۔ دل کو دیوانہ اور اوس خیال کو وہم محض سمجہہ کے کی جاتین بلکہ دل سے ہر وقت بر سر مقابلہ و مجادلہ رہتین۔ مگر نہ تو دل ہی نے مانا اور نہ وہ وہم ہی کم ہوا روز بروز اوس حالت کو ترقی ہی ہوتی گئی۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ ہر بات کے اپنے آپ کو کسی گہر کے کام مین مصروف کرلیتی تہین۔ جس طرح بنتا تہا میان کی غیبت مین کچہہ نہ کچہہ کرتی ہی رہتی تہی کہ بہرمیان کو میری اس حالت کی خبر نہ ہوجائے (افسوس

بلکہ صدافسوس جو امر کہ ہونے والا تہا اوس عاشقہ صادقہ کے دل پر پیشتر سے اوس کا اثر تہا۔ خواب بہی دیکہتی تہی تو اپنے توہمات ہی کے متعلق دیکہتی تہی جس سے کہ اوسکی گگہی بندھ جاتی تہی۔ سجاد حسین جب بمشکل ہوشیار کرتے تھے تو وہ آپ مین آتی تہی۔ جب وہ اس طرح ڈرجانے کا سبب پوچہتے تہے تو مارے وہم کے وہ خواب نہ دوہراتی تہی۔ یہی کہہ کے ٹال دیتی تہی کہ مجھکو یاد نہین رہا۔ مین ڈر گئی۔

آخر کار افتخار ہو کے توہمات کی یہ حد پہونچی کہ کوئی رات ایسی نہ ہوتی تہی کہ سوتے سوتے چیخ مار کے اوچہل نہ پڑتی ہو۔ حتیٰ کہ یہ سونے سے ڈرنے لگی۔ جسوقت سجاد حسین ہتہیار لگاکے باہر جاتے تھے بس یہ دیکہتی رہ جاتی۔ حتے المقدور پہلے سے ایسی تدبیرین کرتی کہ وہ گہر مین اُلجہے رہین۔ ڈہونڈ ڈہونڈہ کے وہ کام نکال دیتی کہ جسکے اولجہاؤ مین گہر سے باہر نکلنے اور سیر و تفریح کے لیے کہین جانے کا وقت گزر جائے۔ یا تنگ رہجائے اکثر وہ اپنی ان کوششون مین کامیاب بہی ہوجاتی تہی۔ مگر کہان تک۔ ایک دو دن کسی حیلے کو گنجائش ہوسکتی ہے۔ دو چار مرتبہ کوئی فطرت چل سکتی ہے۔ ہر روز کی بات کوئی کہان تک روک سکے۔ ہمیشہ کی عادت کس طرح مٹ سکے۔ اور سجاد حسین سے زندہ دل اور آشنا پرست و جلسہ دوست آدمی کو یون بہلا کوئی کیا روک سکتا تہا کہ وہ گہر ہی مین رہے کسی وقت باہر نہ نکلے۔ دو گہڑی دن رہے بہی دوستون کے ساتہہ دل نہ بہلائے۔ چوک مین خراماں خراماں ادہر سے اودہر اودہر سے اودہر دو ایک پہیرے نہ کرے۔ خصوص بیچ کی سرا والے پہاٹک کے سامنے یاران ہم مذاق کے ساتہہ ہنس بول نہ لے۔

(اوس زمانہ مین سارے شہر کے بانکون کا گویا بانا تہا کہ ادہر اودہر سے پہر پہرا کر بیچ کی سرا والے تنبولی کی دوکان پر ٹہیکہ کہاتے تھے۔ ایک آدہ بیڑا پان کا کہایا اور ساقی کا حقہ پیا۔ دو گہڑی دن سے چار گہڑی رات تک اوس تنبولی کی دوکان پر بانکون کا مجمع اس طرح رہتا تہا کہ دو چلے گئے چار اور آگئے۔ جو فساد اوٹہتا تہا اکثر یہین سے اوٹہتا تہا۔ مگر ایسا ویسا یعنی گرگ بانکا ذرا وہان جانے مین کنیاتا تہا۔ بہلا سجاد سے یہ کہان ممکن کہ وہ گہر مین یون بند ہوکر بیٹھے کہ اوسکی بانکپتی کو زنگ لگ جائے

استغفر اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ع۔

این خیالست و محالست و جنون

معلوم نہین اوسکو اپنی بیوی کیا خاطر منظور تہی کہ کبہی کبہی اوس کے فقرے مین آکر گھر سے نہ نکلتا تھا۔ مختلف حیلون اور ذری ذری باتون مین اپنے دل کو بچون کی طرح بہلا بہلا کر رکھتا تھا۔ بس اوس دن بیوی خوش مزاج رہتین۔ طبیعت شگفتہ۔ چہرہ خشاش بشاش دل مطمئن بلکہ خوشی کے مارے پہولون نہ سماتی تہی۔ جیسے کسی کو سلطنت مل جائے۔ کبہی خدا کی درگاہ مین شکرانہ کے سجدے ہو رہے ہین۔ کبہی میان کی خاطر مدارات مین مصروف ہین۔ کبہی اپنے متعلق روزانہ گھر کے ضروری کام۔ اونکا بندوبست۔ باوجود ان ہجوم افکار کے ہر ایک بات کا ترتیب مناسب انتظام کرنا اور شوقیہ ہر کام کو اپنے محل وموقع پر انجام دینا۔ اوس روز کا اوتنا دن اور ساری رات اوسکو عید ہو جاتی تہی۔ آپ سے آپ مُنہ پر ہنسی آئی جاتی تہی۔ لیکن سجاد گو نہ مکدر ہی رہتے تھے۔ کسی بات مین اچہی طرح ان کا جی نہ لگتا تہا۔ بلکہ یہ سب خاطرین کسی وجہ سے سجاد کے دل پر ویسیا اثر نہ کرتی تہین جیسا ہونا چاہیے تہا۔ اس کا دل دوستون ہی مین لگا رہتا اور بار بار یہی خیال آتا کہ وہ سب ہمارا راستہ دیکہ رہے ہونگے۔ آج کے نہ جانے سے کل بعض بعض تو طعنہ دے ہی بیٹہین گے کہ بیوی صاحب نے نہ آنے دیا ہوگا۔ خیر اب تو جو کچہہ ہوا وہ ہوا کہین جلدی یہ رات کٹے تو آج کے عوض مین کل اپنے معمولی وقت سے کچہہ دیر پہلے گہر سے نکلون گا اور اون لوگون سے کوئی معقول حیلہ کرنے کے بعد ہر روز سے زیادہ اونکے ساتہہ رہونگا تاکہ وہ اپنا منسوبہ خود غلط سمجہنے لگین۔

جہان دل سے ایسی ایسی باتون مین اولجہا اور بس ایک سکوت سا اوسکو ہو گیا چُپ سی لگ گئی۔

غزل

بہت مضر دل عاشق کی آہ ہوتی ہے
اسی ہوا سے یہ کشتی تباہ ہوتی ہے

نہ ذبح کیجیے غیرون کو سخت جان ہین یہ
خراب آپ کی تیغ نگاہ ہوتی ہے

مین جلکے خاک ہوا کہتے ہین وہ حسرت سے
خدا کے واسطے ایسی بہی آہ ہوتی ہے

جفا وہ کرتے ہین ایدل وفا کیے جا تو
نہ مضطرب ہو یہ نہین رسم وراہ ہوتی ہے

چراغ داغ مین دن سے جلائے بیٹہا ہون
سُنا جو ہے شب فرقت سیاہ ہوتی ہے

گیا شباب پر اتنا رہا تعلق عشق
دل وجگر مین چمک گاہ گاہ ہوتی ہے

فراق یار مین پہرتے ہین پوچہتے ہوئے ہم
اثر جو کہتی ہے کیسی وہ آہ ہوتی ہے

نسیم کوچۂ جاناں مین جلد پہونچا دے | کہ مشت خاک ہماری تباہ ہوتی ہے
عجیب ناز سے آتے ہین میرے لاشے پہ | قدم قدم پہ حیا سد راہ ہوتی ہے
کبھی کبھی وہ مجھے سرفراز کرتے ہین | ملال روز خوشی گاہ گاہ ہوتی ہے

تمام رات وہ کہتے ہین کروٹین لیکر
جگر کے پار تعشق کی آہ ہوتی ہے

بس حضرات ناظرین یہ حالتین جو کسی قدر آپ کے سامنے عرض کردین اوسکا نتیجہ آگے چلکے کھل جاے گا۔ اور اس قدر تو آپ کو اب بہی معلوم ہو گیا کہ آپس مین ان دونون کے کیا برتاؤ تھے۔ اور کس قسم کی محبت تہی۔ لیکن اب ہم وہ واقعہ بیان کرتے ہین جس کی وجہ سے یہ سب ہمکو عرض کرنا پڑا اور جس نے پیشتر سے اوس بدنصیب زوجہ کو آگاہ کر دیا تہا کہ مین پیش آنے والا ہون۔ ہشیار رہ اور میرے تحمل کے واسطے پورے طور پر آمادہ و تیار ہو جا۔

کوئی دن ایسا نہ جاتا تہا کہ اوس کا دل اوسکو آگاہ نہ کر دیتا ہو۔ کوئی رات ایسی نہ ہوتی تھی کہ اوس کا خیال اوسکو ایک نہ ایک خواب نہ دکہا دیتا ہو۔ کوئی پہر ایسا نہ گزرتا تہا کہ اوسکے دل کو آنے والی مصیبت سے ڈرا کے ہوشیار باش نہ کہدیتا ہو کوئی گھنٹہ ایسا نہ تہا کہ اوسکی شبیہ گھڑی کے بدل جانے کی موگری اوس کے سینہ کے گھڑیال پر نہ مار دیتا ہو۔ یہان تک کہ وہ روز بد آہی گیا۔ اوس دن اوس کا دل بہت ہی دہڑکتا رہا تہا۔ پہلو سے نکلا ہی جاتا تہا۔ سینہ تہا کہ سانس کے واسطے کھلم کھلا کمی کر رہا تہا۔ کسی طرح اس قدر بھی جگہ نہ دیتا تہا کہ نیم نفس بہی اوس کا ذرا کشادگی سے آوے جاوے۔ آج رات کا خواب بہی اگرچہ مسلسل یاد نہ رہا تہا لیکن واقعے اوسکے اس غضب کے تھے کہ سارا دن اوس کی ہیبت رہی۔

سب دنون سے زیادہ آج تمامی اعضا مین ایک نئی طرح کا تلاطم برپا تہا کہ جسکی وجہ سے اسکے ہوش اوڑے جاتے تھے۔ آنکھین پہاڑ پہاڑ کے ہر طرف دیکھتی تھی۔ دل کی دہڑکن سینہ پر سے ہاتھ ہٹائے دیتی تہی۔ بار بار ایک عجب نظر حسرت سے میان کی صورت دیکھتی تہی۔ جو زبان حال سے یہ سنا رہی تہی۔ ؎

نظر آتا ہے ہمین اپنا سفر آجکی رات | نبض چل بسنے کی دیتی ہے خبر آجکی رات

ہزار حیلوں سے چاہتی تھی کہ آج سجاد حسین گھر سے باہر نہ جائیں لیکن کوئی فقرہ پیش
نہ جاتا تھا۔ آخر کو یہ اپنی جان پر کھیل جانے کو آمادہ ہوگئی۔ اور سجاد حسین ایسے شوہر کے
سامنے بخوف ہاتھ باندھ کے قدموں پر سر رکھدیا۔

سجاد حسین نے اس کے سر کو اپنے قدموں سے اوٹھا کر اسے سیدھا کردیا۔ اور
اسکے چہرے کو ہیئت مجموعی ایک نئی قسم سے اوداس ہی نہیں پایا بلکہ اوس جسارت کو
بھی اس کی پیشانی پر چمکتے پایا جو کسی نوجوان بانکے کی عالی خاندان زوجہ کو اپنے شوہر کے
سامنے کم ہوتی ہے۔

سجاد۔ (ذرا مسکرا کے) یہ آج کیا تم بالکل اپنے آپے سے گزر گئی ہو۔ آخر ہے ہی کیا
کچھ کہو تو سہی۔

افتخار بہو۔ للہ مجھپر رحم کھاؤ۔ آج میرے قلب کی پھڑک کچھ نرالی ہے کبھی جو بات نہ
ہوئی تھی وہ آج مجھپر گزر رہی ہے۔ خدا کے واسطے آج گھر سے باہر نہ نکلو کہیں
نہ جاؤ۔ ارے واسطہ رسول کا۔ مجھہ سڑن دیوانی پر رحم کرو۔ معلوم نہین آج کیا ہونیوالا
ہے۔ کون سی آفت میری جان پر ٹوٹنے کو ہے کہ میرا آپ ہی آپ دم نکلا جاتا ہے
کلیجہ شق ہوا جاتا ہے۔ جوں جوں تمہارے جانے کا وقت قریب ہوتا جاتا ہے
دوں دوں میرے قلب کی دھڑکن بڑھتی جاتی ہے۔ دل ہاتھوں اوچھل اوچھل کے
مجھے بیتاب کیے دیتا ہے۔ قریب ہے کہ پسلیاں توڑ کے نکل جائے۔ اللہ کیا ہوتا
جو آج تم میری خاطر سے کہیں باہر نہ جاتے گو یہ مین جانتی ہوں کہ تم مجھکو سڑن
جانتے ہو۔ اس وقت مجھے اوسی خفقان کا دورہ ہے جسنے مجھکو مار اوتارا ہے۔
کسی کام کا باقی نہیں رکھا ہے۔ مگر پھر مین کیا کروں کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤں
کیا اس خفقان و وہم کا علاج کروں۔ کاشکہ مین کم بخت مرجاؤں تو بہتر ہے۔ بس
اگر علاج ہے تو یہی ہے کہ مین تمہاری بلائیں لے کے مرجاؤں۔ تم پر سے تصدق
ہوجاؤں۔ تاکہ روز کی اس مصیبت سے چھوٹوں اور تمہاری جان کو بھی عافیت
ہو۔ مجھہ کم بخت کی وجہ سے۔ میرے اس دیوانہ پن سے تمہارے دشمنوں کی جان
بھی تو سانسے مین رہتی ہے۔ تم بھی تو پریشان ہو جاتے ہو۔ ہائے اسکی بھی تو
ندامت و خفت مجھکو ہوتی ہے کہ میری وجہ سے تم رنج ہوتے ہو۔ میرا یہ بیہودہ

سڑن۔ دیوانی

خفقان ہر وقت مجھکو پریشان رکھتا ہے لبس اس سے یہی بہتر ہے کہ مین ہی مرجاؤن
جب ہی اس مرض سے نجات ہو۔ یا تم شہر بہر سے ملنا جلنا۔ گھر سے باہر نکلنا ترک کردو تو
یہ محال ہے کیونکر ہو سکتا ہے۔ مین خود ایسی فرمایش بیجا کیونکر کر سکتی ہون۔ لہذا
مین کچھہ نہین کہہ سکتی البتہ اس قدر کی ضرور اُمیدوار ہون کہ جب کبھی میری حالت
زیادہ ابتر دیکھو۔ مجھکو زیادہ بیقرار پاؤ تب میری خدمت و محبت پر نظر کرکے اتنا
کیا کرو کہ اوس دن کہین نہ جایا کرو نہ گھر سے قدم باہر نکالا کرو۔ جس وقت وہ دورا میرا
تمام ہوجاے۔ خفقان جاتا رہے۔ پھر جہان جی چاہے جایا کرو پھر مین منع کرون
تو گنہگار۔ آج یہی میری حالت ہے۔ للہ مجھپر ترس کہاؤ۔ میری منت سماجت پر نظر
کرو۔ یہ کہکے اوسی طرح ہاتھہ جوڑے ہوئے زار زار رونے لگی۔
سجاد حسین سے عصمت دست بہادر کا دل بہی بہر آیا۔ اسنے اپنی بی بی کی طرف سے
ایک دوسرے انداز سے مُنہ پہیر لیا اور بہت جلد اپنی چشمہاے نمناک کو صاف کرکے پھر
مخاطب ہوا اور نہایت پُر اثر تشفی و تسلی کے کلمات سے اوس دُکھتے دل کو سنبھالا
اور اقرار کر لیا کہ مین نہ جاؤن گا۔ قران منگا کے اوسکو ہوا دیتا رہا۔ دیر تک اوسی کی
تیمارداری مین معروف رہا یہان تک کہ اب طبیعت بہی اوس غریب کی سنبھل گئی۔ اسی مین
شام ہوگئی۔ چونکہ سیر سپاٹے کا وقت بہی اب نکل گیا تھا اس وجہ سے اور بہی بیوی
کو اطمینان ہوگیا کہ اب واقعی یہ نہ جائینگے۔ اس اطمینان نے اوسے اور بہی اچھا
خاصہ بھلا چنگا کردیا۔ گویا کچھہ تھا ہی نہین۔ حسب معمول دونون ہنسی خوشی آپس مین
باتین کرتے رہے۔ اسی وہم دخفقان پر ہنسیان ہوتی رہین۔ گرمیون کے دن تھے
آٹھہ بجتے بجتے بیوی نے کھانے کا تقاضا شروع کردیا اور خواستہ و ناخواستہ دسترخوان
بچھا ہی دیا۔ چلیے اب اور بہی اطمینان ہوگیا۔ کیونکہ جب کھانا کھالیا تو اب ان کو کوئی
مارکے نکالے تب بہی یہ گہر سے قدم نہ نکالین۔ بلکہ پلنگ سے نیچے قدم نہ اوتارین
چہ جائیکہ سیر و سپاٹا اور دوستون کی ملاقات۔ مگر ہاے افسوس۔

ان ہونی کے ہونے کو تاکت ہین سب کوے
ان ہونی ہوتی نہین ہونی ہوے سو ہوے

آج سویرے سے دونون میان بیوی پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین پیاری پیاری اخلاقی

محبت کی باتین ہو رہی ہین۔ میان کا داہنا ہاتھ بیوی کے سر کے نیچے ہے۔ جسپر سر کیسا تھہ وہ مشکین و عنبر بین و عطر آگین چوٹی بھی مثل مار سیاہ کے چمکتی ہوئی پڑی ہے۔ ؎

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے۔ راتین اوسکی ہین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہو گئین

دلی جذبات طرفین سکے ہجوم کیے ہوئے ہین۔ اس قدر کثرت ہے کہ جو نکلتا ہے لڑکھڑاتا ہوا نکلتا ہے۔ عجب وقت ہے دونون پر کہ قریب ہے حسین باطل ہو جائین۔ نہ بیوی کو اسوقت اپنے وہم و خفقان کا کچھ خیال اور دھڑکا ہے۔ اور نہ میان کو کسی دوست آشنا کا یا کسی جلسہ و صحبت کا ہوش ہے کہ یکایک ڈیوڑہی پر سے کوئی شخص یہ ز اسجاد حسین کہتا ہوا پکارتا سُنائی دیا۔

بھلا سجاد حسین کے ادراکات اس وقت ایسے کہان درست تھے کہ ان کو کوئی بات سُنائی دے۔ یہ تو اس وقت مست مے اتحاد تھے۔ زمانہ نے ان پر ترس کھا کر تھوڑی دیر کے لیے ہر طرح کا موقع دیدیا تہا اور طرفین کے کانون مین یہ اشعار کچھ اس درد کے لہجہ مین پڑھ دیے تھے کہ دونون محو ہو گئے تھے۔ ؎

غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان
دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین زمانہ کا
غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جُدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے

یہ فلک جفا کار ہر وقت درپے آزار ہے۔ یہ نہین چاہتا کہ کوئی ہم آغوش حسرت و ارمان اپنے محبوب سے ایک دم بھی لطف اوٹھا سکے۔ جہان اس کم بخت نے کسی عاشق و معشوق کو سینہ بسینہ۔ لب بر لب دیکھا ایک ہی سنگ حوادث مار کے جدا کر دیا۔ اگر سوتے پایا تو عین وقت کا دھڑکا دے کے افشاء راز کا بہانہ پر چڑھا کے شانہ ہلا دیا۔ کہ دونون بیچارے گھبرا کے اوٹھے اور بجو اس با دل مختلج لرزان لرزان اپنی اپنی راہ روانہ ہو گئے یا وہین پھنس گئے۔ اور اگر دونون کو سینہ بہ سینہ ایک دوسرے سے مختلط و بے بدار پایا تو خواب بن کر آنکھون مین آ رہا اور جب تک رسوا سے خلق نہ کر لیا اوس وقت تک تماشا رنہ ہونے دیا۔ ؎

روغن مقوی
جوہر عشبہ